THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, February 07, 2012

(77th Session)

Volume X, No. 16

(Nos. -)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Questions and Answers	
3.	Leave of Absence	
4.	Legislative Business: A Bill regarding setting up and operation of Special Economic Zones referred to the Standing Committee …………………..……………….	
5.	Adjournment Motion regarding discussion on the increase in the prices of gas, CNG and POL as well as shortage/load-shedding of gas in the country………..	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X SP.X(16)/2012
No. 16 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 07, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ:۔ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

(سورۃ آل عمران: آیت 164، سورۃ توبہ: آیات 128 تا 129)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ We may now take up questions.

Question No. 110. Begum Najma Hameed.

Q. No. 110

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے کیونکہ میں نے دیکھا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ بخاری صاحب! منسٹری آف ہاوسنگ کے کون جواب دے گا؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری(قائد حزب ایوان): جناب چیئرمین! انہیں convey کیا گیا تھا اور ابھی بھی message بھیجا ہے۔

جناب چیئرمین: اس سوال کو ابھی روک لیتے ہیں۔ Let's wait for it.

Next Question No. 113. Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

Q. No. 113

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Mashhadi *sahib*.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the answer is very clear that I had asked. Is it true that there were less people from the province of Sindh employed in Prime Minister's Secretarait.

جناب چیئرمین: آپ کا سپلیمنٹری کیا ہے؟

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, they have very very bluntly said 'yes' but yes is not the reply. Why Sindh is suffering? Why the people of Sindh do not get representation in the centre?

یہ کب ختم ہوگا؟ کیا یہ ہمیشہ ٹرخاتے رہیں گے؟

جناب چیئرمین: شکریہ، آپ کا سوال آگیا۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ سوال previous rota day پر بھی تھا، اس کا reply آیا تھا اور اسے آج کے rota day پر اس لیے fix کیا گیا تھا کہ ایک honourable Senator *sahib* نے پوچھا تھا کہ یہ recruitment کب شروع کی جائے گی اور اس کی deficiency کب پوری کی جائے گی؟ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس department میں deficiency تیرہ احباب کی ہے اور یہ P.M. Secretariat میں shortfall ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی تھی کہ جو austerity measures financial year 2011-12 کے لیے تھیں، ان میں یہ تھا کہ

there will be a ban on new recruitment. So, still there is a ban, as soon the ban is lifted, this deficiency will be met.

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ! آپ کا جو سوال ہم نے چھوڑ دیا تھا وہ لے لیتے ہیں، منسٹر صاحب آگئے ہیں۔ مخدوم صاحب! آپ کا یہ سوال ہے، ذرا دیکھ لیجیئے گا۔

Question No. 111. Begum Najma Hameed.

Q. No. 111

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Begum Najma Hameed *sahib*.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں کہ چار سال کے بعد یہ اسکیمیں شروع ہوں گی۔ کیا اتنا عرصہ لوگ بیٹھے رہیں گے؟ یہ اسکیمیں کیسے مکمل ہوں گی اور یہ چھوٹی کلاس کے لوگوں کو کیسے compensate کریں گے؟ انہوں نے 48 ماہ کا کہا ہے تو یہ چار سال ہی بن جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی مخدوم صاحب۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات(وفاقی وزیر برائے مکانات و تعمیرات): جناب چیئرمین! اگر کسی خاص اسکیم کا بتا دیا جائے تو میں اس کی وضاحت کر سکوں گا، اگر آپ جواب ملاحظہ کریں تو ساری اسکیموں کی completion dates منسلک ہیں۔ اس حوالے سے اگر کوئی confusion ہے تو میں دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! لوگوں کو یہ شکایات ہیں کہ applicants کو گھر نہیں ملتے، لوگ کئی سالوں سے extensions لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اور جو لوگ جاتے ہیں وہ آگے اپنے کسی رشتہ دار کو دے جاتے ہیں۔ یہ Housing Schemes کب مکمل ہوں گی اور ان بے گھر لوگوں کو کب گھر ملیں گے؟ (آگے T02)

T02-07FEB12012....................FANI\ED(Zafar Iqbal).......................4.40PM..............................UR12

جناب چیئرمین: جی مخدوم صاحب۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات(وفاقی وزیر برائے مکانات و تعمیرات): جناب چیئرمین! اس میں تھوڑی سی confusion آرہی ہے۔ محترمہ سینیٹر صاحبہ جو فرما رہی ہیں کہ لوگ گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کو الاٹمنٹ ہوتی ہے۔ یہ سوال اس سے link نہیں ہے۔وہ تو Estate Office کے متعلق ہے۔ اگر اس سے متعلق پوچھنا چاہتی ہیں تو میں اس کا جواب بھی دینے کو تیار ہوں۔ اگر آپ fresh question کرنا چاہیں تو most welcome لیکن میں اس حوالے سے عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ! آپ بیٹھ جائیے۔ پہلے ان کا جواب سن لیں۔ اس کے لیے fresh question بنتا ہے مگر وہ جواب دے رہے ہیں۔ جی۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات: جناب چیئرمین! ہماری جو اسٹیٹ آفس کی پالیسی ہے اس میں پہلے یہ تھا کہ Section 29-A کے تحت out of turn in relaxation of rules allotments کی جاتی تھیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب کو discretionary powers تھیں۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات: اکتوبر 2011 میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک petition میں فیصلہ دیا کہ وہ تمام powers ختم ہو گئی ہیں اور ہمارے پاس ایک General Waiting List ہے اس میں تقریباً اٹھارہ ، ساڑھے اٹھارہ ہزار کے قریب سرکاری ملازمین کے نام ہیں جو پچھلے تیس پینتیس سال کی بنی ہوئی ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے Ministry of Housing کو پابند کیا ہے کہ آپ نے اس general waiting list کے مطابق ہی یہ allotment کرنی ہیں۔ پہلے تو ہمیں یہ اختیار ہے ہی نہیں اور اگر اب ہم کرنا بھی چاہیں تو وہ سیدھا سیدھا contempt of Court بنتی ہے وہ تو ہم کر ہی نہیں سکتے۔آپ کے سوال کے حوالے سے میں عرض کروں کہ یہ بات اسٹیٹ آفس کے حوالے سے ہے۔

دوسری بات جو آپ نے کہی اور جو آپ کا سوال ہے کہ Ministry of Housing کے جو ذیلی ادارے ہیں ان کے تحت بننے والی ongoing schemes کتنی ہیں۔ ہمارے دو ادارے ہیں ایک Pakistan Housing Authority and second Federal Government Employees Housing Foundation ہے ان کے تحت گھر بھی بنائے جاتے ہیں، اپارٹمنٹس بھی بنائے جاتے ہیں اور سرکاری افسران اور ملازمین کو پلاٹ بھی دیئے جاتے ہیں۔ یہ ساری فہرست اس میں لگی ہوئی ہے اگر اس حوالے سے آپ کا کوئی سوال ہے تو میں جواب دیتا ہوں۔ پہلی جو فہرست ہے اس میں ہماری Federal Government Employees Housing Foundation کی ongoing schemes ہیں۔ہماری یہ فاؤنڈیشن سرکاری افسران اور ملازمین کو زیادہ تر پلاٹ بنا کر دیتی ہے اور پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی سرکاری ملازمین اور افسران کو گھر اور اپارٹمنٹس بنا کر دیتی ہے۔ میں عرض کردوں کہ اس میں ایک چھوٹا سا حصہ general public کو بھی offer کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! وہ اس طرح ہے کہ پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی سرکاری ملازمین کو جو گھر بنا کر دیتی ہے وہ subsidized rate پر دیتی ہے جو cost price سے بھی کم ہوتے ہیں۔ اس کو ہم نے کہیں سے cover بھی کرنا ہے تو اس کے لیے ایسا سلسلہ بنا ہوا ہے کہ کچھ گھر ہم general public کو offer کرتے ہیں at high rates تو وہ offset کرتا ہے ہمارا جو deficit آتا ہے۔ اس میں پوری فہرست شامل ہے۔اگر محترمہ سینیٹر صاحبہ اس بارے میں کوئی اور سوال پوچھنا چاہتی ہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال طلحہ محمود صاحب۔ موجود ہیں۔مشہدی صاحب on his behalf question number پڑھ لیجیئے۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Question No.116.

Mr. Chairman: Any supplementary please?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No sir. No supplementary.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال طلحہ محمود صاحب کا ہے۔ مشہدی صاحب سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۱۱۷۔

Mr. Chairman: Any supplementary please?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Not from me sir.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت پی ایس او کو بڑی شدید قسم کی cash trapped organization کہہ لیں۔ ان کے تقریباً ایک سو اسی ارب روپے مختلف power companies کی طرف اور حکومتی اداروں کی طرف پھنسے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: اس کے باوجود بھی یہ ایک profit making organization ہے اور اتنے پیسے پھنسنے کے باوجود بھی یہ منافع کما رہی ہے۔ چونکہ یہ پیسے ان کو reimburse نہیں ہوتے تو یہ جتنا پٹرول اور تیل منگا سکتے ہیں وہ بھی نہیں منگوا سکتے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان تمام چیزوں کے باوجود بھی یہ اتنا منافع کما رہی ہے تو وزیر صاحب یہ بتائیں کہ وہ یہ پیسے کب reimburse کریں گے۔ Circular debt کا مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے، پی ایس او کا ایک سو اسی ارب روپیہ پھنسا ہوا ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا ان کے پاس کوئی تجاویز ہیں کہ یہ پیسہ ان کو واپس ملے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): Thank you sir, I am glad that honourable member has asked this question. It is partly about water and power and partly petroleum. Yes sir, it is a fact that there is circular debt in the country and because of which number of organizations including PSO are having a cash issue but *Insha- Allah* within this week, we intend to have a debt swap arrangement after which lot of companies like IPPs as well as PSO will have more breathing space and this amount of debt that is on the books of these companies would be taken off by the government. So, they will have more space to play with. Yes, within this week.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال طلحہ محمود صاحب۔ مشہدی صاحب! سوال نمبر پڑھ لیجئے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۱۱۸۔

Mr. Chairman: Any supplementary please.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No supplementary sir.

جناب چیئرمین: اگلا سوال مشہدی صاحب آپ کا اپنا ہے۔ سوال نمبر پڑھ لیجئے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۱۵۷۔

Mr. Chairman: Any supplementary please?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I will like to ask the learned Minister that this scheme Turkmenistan, Afghanistan, Pakistan and India Gas pipeline; (i) when is it likely to be on the ground and functioning? (ii) Have they a consortium and are getting aid and financial assistance from abroad for this scheme? (iii) Is it not a fact that you have already put a certain amount of money into the gas bills of the consumers today?

آپ ہم سے آج ہی اس کی payment کرنے کے لیے رہے ہیں، آپ نے working کی تھی کہ جو amount ہوگی وہ اس کی payment کے لیے ہوگی Is this a fact کہ آج سے آپ نے ہم سے extra charge کرنا شروع کیا ہوا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: The answer of the question when it would be operational, it is already given i.e., 2016 *Insha Allah*. No sir, that is not a fact that an extra amount has been put into the gas bills of the consumers.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! انہوں نے ہم سے gas development surcharge (GDS) کا Bill pass کروایا ہے اس میں TAPI specific نہیں تھا it was related to all the projects اس میں LNG, IPPs, Iran Pakistan pipeline اور یہ TAPI بھی شامل تھی تو یہ ہم سے already GDS لے رہے ہیں۔ یہ جو آج آپ کو نظر آرہا ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شاید میں واحد آدمی تھا جس نے اس کی مخالفت کی تھی جب وہ ہمارے پاس recommendation کے لیے آیا تھا اور مجھے یہ پتا تھا کہ یہ کچھ ہونے جا رہا ہے۔ یہ پراجیکٹ تو 2016 میں آنا ہے اور میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ افغانستان کی موجودہ صورت حال میں کہاں سے TAPI کو یہ لوگ 2016 تک commission کرلیں گے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے وزیر صاحب یہ بتائیں کہ یہ commissioning possible ہے افغانستان کی موجودہ صورت حال میں۔ دوسرا میں اس کی تردید کرنا چاہتا ہوں کہ یہ already GDS لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, first of all let me make a clarification that Gas Development Surcharge is taken purely by the provinces that is a Constitutional issue and it goes directly to the provinces. The honourable member is probably referring to the gas development surcharge that has been just legislated as he said but that is not specific to

a project including TAPI, that is overall to develop the infrastructure which may include pipelines to carry gas from the South to the North because there is a bottleneck of gas in the North where it is needed even more because of the demand over there. It includes setting the terminals for LNG and so on. So, in this particular case because bulk of the money has to come in through the consortium which will consist of major investors from the world and not to be built by Pakistan except some initial work on it. So, to link the two, I think is not necessarily accurate to that extent plus the honourable member also knows that Pakistan is going through a severe shortage of gas and a project like this is extremely vital for Pakistan's future energy needs. In fact, for this project, now we have negotiated and tariff comes out to be even cheaper than the Iran – Pakistan Pipeline. So, to that extent I think this is something to be supported. Now on the question of security in Afghanistan, yes, that is true that the security situation in Afghanistan is precarious to an extent but the entire world is working for bringing peace in Afghanistan.

Followed by.............................T03

T3–07–02–2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf 4:50 P.M.

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): (Continue T/2) The whole concept was that this project by the time it is completed or actually start physical work on laying the pipeline and so on, we will have the situation much more under control now. The Government of Afghanistan has already undertaken to ensure the security of this pipeline and it is entirely their responsibility to do so.

Mr. Chairman: Professor Khurshid *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں وزیرِ محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بلاشبہ جو Gas Development Surcharge لگایا ہے، اس کا مقصد صرف ایک خاص لائن نہیں ہے لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اس سے جو آمدنی

ہو گی، وہ کسی independent escrow account میں جائے گی اور صرف development کے لیے خرچ ہو گی یا جس طرح آپ Petroleum Development Levy پچیس سالوں سے وصول کر رہے ہیں لیکن غالباً اس کا ایک پیسہ بھی development پر خرچ نہیں ہوا بلکہ budgetary support پر ہوا ہے۔ کیا یہ ٹیکس جو specific ہے، وہ separately escrow account میں جائے گا اور صرف development کے لیے استعمال ہو گا، اس کی کیا position ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, I don't know the exact mechanics whether there will be an escrow account or not, but certainly it would not be used for budgetary support. It will not go into the government budgetary account, but we use primarily for developing the infrastructure.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں چاہتا ہوں کہ وزیرِ محترم اس معاملے میں پوری معلومات حاصل کر کے ایک categorical assurance دیں، اس لیے کہ میں نے petroleum levy کی مثال دی کہ اسے پچیس سالوں سے وصول کیا جا رہا ہے لیکن وہ development پر خرچ نہیں ہوئی بلکہ budgetary support کے لیے استعمال ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! آپ اسے check کر لیجیے گا۔

Syed Naveed Qamar: I can check it. Sir, if I can clarify the difference between the two, the petroleum levy was put in by the Finance Minister during a budgetary process and it was meant to go for the budgetary support.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ اسے دیکھ لیجیے گا، cross talk نہ کی جائے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس کی history یہ ہے کہ پہلے وہ development levy ہی تھی، پھر جب اسے misuse کیا گیا تو بعد میں اسے petroleum levy کا نام دے دیا گیا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! آپ اسے check کر لیجیے۔

Syed Naveed Qamar: I can give you more details.

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ کا سوال۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ TAPI کے متعلق آپ نے کہا کہ افغانستان میں پوری دنیا امن کی خاطر لگی ہوئی ہے، یہ لائن بلوچستان سے گزرے گی یا خیبر پختونخوا سے آئے گی اور اگر یہ بلوچستان سے گزرے گی تو آپ کو بلوچستان کے حالات پتا ہیں۔ اس سلسلے میں آپ وہاں امن کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

سید نوید قمر: جناب والا! یہ لائن it does go through Balochistan اور ملتان میں آکر پاکستان کی backbone transmission pipeline میں add ہونا ہے۔ Certainly, Pakistan Government will ensure that it is properly secured in that area.

Mr. Chairman: Thank you. Next Question No. 158 of Senator Najma Hameed *Sahiba.*

Q. No. 158

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نجمہ حمید: جناب والا! جس علاقے کے لیے گیس کی supply کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو ان کا جواب آیا ہے کہ وہ علاقہ زیر غور ہی نہیں ہے تو اس پر مزید کیا سوال ہو سکتا ہے، اس لیے میں اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کروں گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question No. 159 of Senator Tahir Hussain Mashhadi *Sahib*.

Q. No. 159

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman! I would like to ask the honourable Minister that is he aware of the situation in Karachi vis–à–vis KESC and poor people of Karachi? These meters that they keep on changing they move at a speed faster than sound

کراچی میں غریب عوام کے بجلی کے جتنے بھی bills ہیں یہ inflated bills ہیں۔آپ کسی بھی international company کو بلائیں اور انہیں check کروائیں وہ سارے میٹرز تیز چلتے ہیں مگر یہاں carpet baggers ہماری عوام کو لوٹنے کے لیے ادھر آئے ہوئے ہیں، وہ ہمیں نہ بجلی دے رہے ہیں اور نہ کوئی سہولت دے رہے ہیں، neither they are spending on the infrastructure of the electricity in Karachi, neither they are providing any service and in addition they are throwing out labrourers اور ان غریبوں کے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ سوال کریں۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! سارے میٹرز defective ہیں اور آپ نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ بڑی اچھی کمپنی ہے۔وہ آتے ہیں لیکن ان کی ورکشاپ میں جاتے ہیں تو یہ ان میٹروں کو تیز کر دیتے ہیں۔

Mr. Chairman: Minister *Sahib*, it is a question of excessive billing through fast meters.

سید نوید قمر: جناب والا! پہلی چیز تو یہ ہے کہ honourable Member is well aware because you, me and him are all residents of same city.

Mr. Chairman: I don't want to make any comment sitting on this chair.

Syed Naveed Qamar: Nevertheless, I will say so that all of us are residents of Karachi, so we are well aware of the situation that is prevalent over there. Yes, whatever the issues are over there but coming back to the issue of the meters, because those meters have been in use for the last six years and while we may have some doubt about a particular meter and that can be taken up with the management of KESC. Nevertheless, to say that their all the meters are faulty, I think is not fair statement.

Mr. Chairman: What would you do with the faulty meters?

Syed Naveed Qamar: Sir, there is a entire mechanism by which if there is a faulty meter, you do go to the Complaint Centre of KESC and complaint can be put in for changing of the meters and those meters are then replaced.

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ یہ چین سے میٹر منگواتے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ دوسرے میٹروں کو scrap کر دیتے ہیں۔ میری اطلاع یا ذاتی سوچ کے مطابق وہ scrap نہیں ہوتے بلکہ ان کو ہی دوبارہ technical طریقے سے ٹھیک کر کے لگا دیا جاتا ہے اور جو چین سے منگواتے ہیں وہ بہت تیز میٹر ہیں۔ میرے پاس میرا بجلی کا bill پڑا ہوا، میں اسلام آباد میں دو کمروں میں رہتی ہوں اور میرا پچیس ہزار کا bill آیا ہے۔ میں شاید تندور بھی لگاؤں تب بھی میرا اتنا bill نہ آئے۔

جناب چیئرمین: آپ اسلام آباد کی بات کر رہی ہیں لیکن KESC تو کراچی میں ہے اور اس کی بات ہو رہی ہے جبکہ یہاں پر WAPDA نے لگائے ہوں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین: میں میٹروں کے متعلق بات کر رہی ہوں۔ جناب والا! جو میٹر آتے ہیں وہ باقاعدہ لیبارٹری میں check ہوتے ہیں، ان کو لیبارٹری میں check کرنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ کیا جو میٹر چین سے منگوائے گئے ہیں، وہ اس criterion پر پورا اترتے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, again let me be very clear

کہ ہم اس وقت KESC کی ہی بات کر رہے ہیں to an extent it is true even KESC Management also admits some of those meters are repaired and reused but percentage of that reuse is about 02%, bulk of them are not reused and obviously they are checked before they are put in place.

Mr. Chairman: Next Question No. 161 of Senator Najma Hameed Sahiba.

بخاری صاحب! خورشید شاہ صاحب موجود ہیں یا اس کا جواب آپ دیں گے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جی انہوں نے ہی جوابات دینے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ موجود نہیں ہیں، ان کا پتا کرالیں، ان کے سوال کو روک لیتے ہیں کیونکہ دو سوالات رہ گئے ہیں ورنہ defer کرنے پڑیں گے۔ جی بیگم صاحبہ! آپ سوال نمبر پڑھ لیں۔

Q. No. 161.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نجمہ حمید: جناب والا! میں یہ پوچھنی چاہتی ہوں کہ آپ جتنی گیس مہیا کر رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ bills آتے ہیں اور میٹر ریڈنگ والوں سے پوچھ گچھ ہونی چاہیے، ہم نے بہت مرتبہ complaint کی ہے، وہ check کر کے میٹر تبدیل کرتے ہیں اور کئی مرتبہ وہ میٹر چلتے ہی نہیں ہیں اور bills اتنے ہی آتے رہتے ہیں۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ آپ اس چیز کی inquiry کریں اور میٹر ریڈروں سے بھی پتا کریں کہ Satellite Town میں ایسی شکایات کیوں ہوتی ہیں؟

Syed Naveed Qamar: Certainly we will take care of it.

(Contiune.....T4)

T04–07Feb2012 Ashraf/Ed. Er.3 05:00

Syed Naveed Qamar: Certainly we will take care of it.

Mr. Chairman: I think, electricity meters

کی شکایات بھی کافی آئیں اور اسی طرح گیس کے میٹروں کی بھی۔

Let us refer both these questions regarding ascertainment that whether their meters are working correctly or they are giving excessive bills with regard to the KESC and WAPDA, this is sent to the concerned standing committee and to report within 15 days and with regard to the gas, it is sent again to the concerned standing committee and to report within 15 days. Next question, Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

پروفیسر ابراہیم صاحب! آپ کا کوئی question ہے؟ مشہدی صاحب! ایک منٹ، جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں اس پر supplementary پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، جی ضرور پوچھیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: Minister Sahib نے بتایا ہے 280 mmcfd, is the demand and supply is 220, 60 کے deficit کو کس طرح پورا کیا جاتا ہے؟

Syed Naveed Qamar: Sir, obviously, through curtailment as well as through pressurization of the entire pipeline to which the sourcing is managed.

Mr. Chairman: OK, thank you. Next Question Tahir Hussain Mashhadi Sahib, please read the question number.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Question No. 162.

(Q. No. 162)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the honourable Minister is well aware of the great shortage of POL in the country and the vast amount of foreign exchange we pay for the same and how the prices of all the consumer goods, of transportation and everything keep on going up

کیونکہ یہ ہر مہینے پٹرول کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ایک سال میں ہمارے ملک میں، جنوری 2010ء سے 16 reported oil and gas discoveries ہوئی ہیں۔ Will the honourable Minister tell me that why only five of those discoveries, quality has been determined. باقیوں پر ابھی تک توجہ ہی نہیں دی گئی۔ اتنی سستی کیوں دکھائی جاتی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you Mashhadi Sahib. Yes, Minister Sahib.

سید نوید قمر: جناب! پہلی چیز تو یہ ہے کہ کوئی سستی نہیں دکھائی جاتی۔ جو مختلف wells discover ہوتے ہیں مختلف companies کے behalf پر اس کا ایک پورا process ہوتا ہے جس کی testing ہوتی ہے۔ آج کل تو ہمارا process یہ ہے کہ

جب وہ extended well testing پر ہوتا ہے تو ہم وہ گیس استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ normal process میں ہمیں وہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ most of these wells جن سے ہم گیس لے رہے ہیں وہ بھی اس وقت EWT پر ہیں۔ اس کے باوجود ہم ان سے گیس لیے جا رہے ہیں۔ There is no *ghaflat* or *susti* in this behalf but obviously the rest of the wells have to be properly managed otherwise اگر well collapse ہو گیا تو This will be a permanent loss to the country.

Mr. Chairman: Thank you, Professor Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین، میرے دو سوال ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ جہاں تک آپ کے جواب کا تعلق ہے میں نے جو annexure details میں دیکھی ہیں اس میں تو operational 6 ہیں جبکہ آپ نے یہاں پانچ کہا ہے۔ یہ discrepancy کیوں ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو باقی دس ہیں، یہ جو under appraisal ہیں تو normally under appraisal کا time کیا ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: I presume that correct number would be six and not five.

جناب چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں honorable Minister Sahib سے یہ پوچھتا ہوں کہ ---

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! میرے سوال کے ایک حصے کا جواب ابھی باقی ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ، جی ایک حصہ باقی ہے، میں سمجھا ہو گیا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, appraisal does vary from well to well depending on what geography and geology of that place is but from that perspective I can safely say that these wells would be starting to produce either oil or gas within the current year.

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب please.

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین صاحب، میں honourable Minister Sahib سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کل ہمارے ملک میں اتنی گیس اور آئل ہے لیکن یہ wellhead price کیا دے رہے ہیں؟ Why don't they go to the wellhead price جس طرح international price اس وقت 4 dollar ہے جبکہ انہوں نے ڈھائی ڈالر فی بیرل رکھا ہوا ہے۔ Is it true or not? Are you giving on worldwide price or not.? اس وقت foreign companies نہیں آ رہیں۔

سید نوید قمر: جناب! مختلف policies میں مختلف pricing mechanisms دیئے جاتے ہیں and depending on which particular policy, e.g. a company acquires an area under their earlier policy, chances are that the price would be lower but if they acquire this concession under more recent policy, then certainly it will be higher. There is no fixed price per se but they are all based on formulae depending on which policy that they are following.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Have they given anybody on the international price recently because international price is 4 dollar per wellhead.

Syed Naveed Qamar: Sir, first of all, there is no fixed international price per se. Every country has a different policy, every concession period has a different policy. So to say that there is a benchmark under which we have given or not given is not a correct position.

جناب چیئرمین: جی میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ جناب، میں وزیر موصوف کی توجہ Article 172, Clause–3 کی طرف دلانا چاہوں گا اور ان کو یقیناً یہ بڑی اچھی طرح یاد ہو گا کیونکہ وہ خود اس وقت کمیٹی میں موجود تھے جب اٹھارھویں ترمیم ڈرافٹ ہوئی اور اس کے بعد پاس

ہوئی۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ جو نئے oil wells and gas wells دریافت ہو رہے ہیں کیا ان کو Clause-3, of Article 172 کے تحت 50% ownership of the federal government and 50% ownership of the provinces پر ان کو دیا جا رہا ہے، نمبر one اور نمبر 2 یہ کہ صوبہ سندھ میں جو چار نئے gas fields discover ہوئے ہیں ان کے بارے میں صوبہ سندھ کی حکومت کی complaint ہے کہ ابھی تک وفاقی حکومت نے ان کو اس میں شریک نہیں کیا اور نہ ہی اس کی پالیسی میں ان کو شریک کیا ہے اور نہ ان کو آئین کے تحت حصہ دار بنایا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے؟

Mr. Chairman: Thank you, yes, Minister Sahib.

Syed Naveed Qamar: Thank you sir. If the honourable member, for whom I have utmost respect, may read the exact Article that he is reading. Article 172 reads, "subject to the existing commitments and obligations". Now when you say subject to the existing commitment and obligations, all these gas wells that we are talking about or the oil wells, concessions were given a long time ago and certainly before the 18th Amendment. So, they do not fall within the purview of the Article 172 to that extent. Only the new concessions that will be given for exploration would fall under this purview and only if the ministry or the Government of Pakistan starts giving out concessions without taking the provinces on board will be in any way in violation of Article 172(iii). The four gas wells, the honourable member is referring to in Sindh also, do not fall under the purview of 172(iii) to that extent that these are all discovered wells from the time well before the 18th Amendment.

جناب چیئرمین: جی ریحانہ یحیٰی صاحبہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Sir, taking advantage of the presence of the honourable Minister I would like to ask that he had given a statement yesterday or day before in the Senate that there would be no load shedding in the country but in Balochistan, we have in Quetta ….

Mr. Chairman: But this a question hour

یہ آپ point of order پر raise کیجئے گا let me finish the question hour. جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میرا وزیر محترم سے سوال ہے کہ کیا ملک میں تیل اور گیس کے ایسے کنویں موجود ہیں جن کا کھدائی کا کام مکمل ہو چکا ہے لیکن ان کو cap کیا گیا ہے اور وہ operational نہیں ہیں۔

آگے-----T-05---

T05-Feb-2012 Er-11 Time 5.10 Mahboob Khan/Ed. Altaf

Syed Naveed Qamer.

-- but then we find other usages for example to have some plants put right at the well head itself which will make it operational rather than to transport the gas to some other place.

Mr. Chairman: Prof. Khurshid Ahmed is not present, we will defer Question No.160 for the next rota day. Questions are over. Now, we may take up leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب اسلام الدین شیخ صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ چھ اور سات فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲ ۶ جنوری تا ۷ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۶ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۷ اور ۸ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Item No.3. Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari sahib, please move it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, I beg to move that the Bill to provide for setting up and operation of special economic zones in Pakistan [The Special Economic Zones Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Opposed sir.

جناب چیئرمین: سینیٹر حاجی محمد عدیل۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ Bill ابھی table ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ Bill تو پہلے بھی table ہوا تھا۔ یہ قائمہ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اس قائمہ کمیٹی میں ہم تو نہیں تھے۔۔

جناب چیئرمین: Oppose کرنا آپ کا حق ہے، میں آپ کو منع نہیں کر رہا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ قائمہ کمیٹی ان کی ہے لیکن پورے ایوان نے اس کو پاس کرنا ہے۔ اگر اس میں ہمیں دو، چار دن کا وقت دیا جائے تو اس کے بعد اس کو پاس کر لیں۔

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, in the report of the Standing Committee, in parat 9, it says that the Board of Investment informed the Council of Common Interests

(CCI) in its meeting held on 8th November, 2010 considered the Bill and advised the Board of Investment to place revised summary. After consulting the provincial governments Board of Investment further informed that its consultation on the subject was in process with provincial governments at the Chief Minister level and requested for deferment of consideration of the Bill”. And then, it doesn’t say that what happened in the CCI, whether the CCI, has finally given approval to it or it has not given approval to it. So, therefore, this Bill may be referred to the Standing Committee so that we can go through the report, find out all the relevant facts because this is an issue until and unless---

جناب چیئرمین: آپ چاہتے ہیں کہ we should refer this Bill back to the Standing Committee concerned.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it may be referred back to the Standing Committee concerned,

Mr. Chairman: Bokhari Sahib! What is your view in this matter.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! یہ Bill already, about 3 or 4 days before, Order of the Day پر تھا،

On the request of certain Members and I had consulted the Leader of the Opposition and Members of the Opposition---

جناب چیئرمین: اس Bill کے لیے دو دن دے دیتے ہیں تا کہ اس کو دیکھ لیا جائے۔ آج منگل ہے تو اس کو ہم جمعہ کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ بدھ، جمعرات کے اندر آپ نے جو بھی ترامیم کرنی ہیں، وہ کر لیں۔ اس بل کو متعلقہ قائمہ کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں اور جو ممبر بھی اس کمیٹی میں شریک ہونا چاہے، اپنی تجاویز کے ساتھ کمیٹی میں چلا جائے تا کہ جمعہ کو یہ Bill consensus کے ساتھ آ جائے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it is a ruling by the Chair, I have got no objection to it.

جناب چیئرمین: دو دن سے کچھ نہیں ہوگا۔ اس بل کو جمعہ تک کے لیے defer کر دیتے ہیں اور دو دن کے اندر it goes back to the Standing Committee concerned and the Members, who want to make any suggestions, any amendments, can move it over there. So with a consensus ایک اچھا بل بن کر آ جائے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! دفتر کو ہدایت کریں کہ قائمہ کمیٹی کی تاریخ اور وقت مقرر کریں، اس سے سب اراکین کو مطلع کر دیں۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب، حاجی محمد عدیل صاحب اور میاں رضا ربانی صاحب کے نام نوٹ کر لیے جائیں اور ان تینوں کو جس دن کمیٹی کی تاریخ مقرر ہو، اس کا نوٹس دیا جائے۔ and it should come back to the House on Fridahy. بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Definitely, Law & Justice and Human Rights کی قائمہ کمیٹی کو یہ Bill بھیجا جائے۔ یہ Bill چونکہ Economic Zones کے متعلق ہے اس لیے اس کو Economic Committee, Commerce کو بھیجنا چاہیے اس کو کامرس والے سمجھتے ہیں تا کہ اس کو study کریں۔

جناب چیئرمین: آپ تو ویسے بھی Chairman, Standing Committee on Commerce ہیں تو آپ بالکل اس کے اندر ہوں گے، میں نے آپ کا نام دے دیا ہے اور آپ کسی اور کو اپنے ساتھ لیجانا چاہیں تو ان کو بھی اپنی کیمیٹی میں لے جائیے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: یہ Bill ہی غلط گیا ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں، اب ہم anomalies کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ کی کمیٹی کے جو ممبرز ہیں، ان کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو آپ کو لے جانے کی اجازت ہے تا کہ ایک اچھا Bill آجائے اور قوم کے لیے ایک اچھی چیز ہو گی۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: ٹھیک ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ Bill Law Committee کو تو پہلے جا چکی ہے، اب Commerce Committee بلکہ Industry والوں کو بھی اس کے ساتھ آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: کامرس کمیٹی کے چیئرمین صاحب موجود ہیں، جو آنا چاہے اس کے اندر آجائے۔ Next item.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Item No. 5 may be deferred sir because Khurshid Shah Sahib was to introduce that Bill and he is not present.

Mr. Chairman: Deferred. Now, we come to adjournment motion. Item No.7 relates to two hours discussion on adjournment motions on the increase in the prices of gas, CNG and POL, as well as shortage/load shedding of the gas in the country. Under the rules

دو گھنٹے سے زیادہ discussion نہیں ہو گی۔ قائد حزب اختلاف، دس منٹوں سے زیادہ وقت نہ لیجیے تا کہ یہ wind up ہو سکے۔ پہلے تمام movers بولیں گے اس کے بعد rest of the Members بولیں گے۔ جی! مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کی خدمت میں ایوان میں تحریک التوا پیش کی تھی کہ ایک تو گیس کی مسلسل لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور اسی طرح گیس کی مصنوعات سی این جی اور پی او ایل، کی قیمتوں میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور لوگوں کی قیمت خرید جواب دے چکی ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ یہ سارا کچھ اچانک کیوں ہونے لگا ہے۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے، کل بھی میں نے گزارش کی تھی کہ ایک آمر نے آئین کو پامال کیا، پارلیمنٹ کے تقدس کو پامال کیا مگر اس طرح کا ظلم و قہر نہیں تھا۔ بجلی نہ تھی، گیس کی لوڈشیڈنگ پہلی مرتبہ ہمیں سننے کو ملی۔ سی این جی کھلوانے کے لیے اشتہارات آئے اور چھوٹے چھوٹے ملازمین نے قرضہ لے کر چھوٹی چھوٹی گاڑیاں خریدیں، ان میں سی این جی لگائی کہ ہم بھی ذرا دنیا کے ساتھ قدم بقدم چلیں لیکن آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟۔ روز بروز، ہفتے، مہینے پھر قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک تو سی این جی کی دن بدن قلت پیدا ہو رہی ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ اس کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ گیس شروع بلوچستان سے ہوئی، اب اللہ کا شکر ہے کہ سندھ سے کافی مقدار میں گیس شروع ہو گئی ہے اور صوبہ پختونخوا سے بھی گیس نکلنے لگی ہے۔۔ آگے ٹی ۶

Sial\Zafar T06–07Feb2012 ER1 5.20

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: ۔۔۔ جاری ۔۔ صوبہ خیبر پختونخوا سے بھی گیس نکلنے لگی ہے، پنجاب سے بھی شاید نکلتی ہو گی لیکن ہمارے صوبے سے نکلنے والی گیس کو باقی صوبے استعمال میں لاتے ہیں، ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، یہ سارا پاکستان

ہمارا ہے اور ایسا ہونا چاہیے۔ کیا جس صوبے سے یہ گیس نکلتی ہے اس کے عوام کا اس پر کوئی حق نہیں ہے؟ ہم خود مختاری کی بات ایک عرصے سے کرتے رہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ بھی یہی تھی کہ اس کا زیادہ اثر ہم پر پڑتا تھا کیونکہ وسائل اور ذخائر ہمارے ہیں، ہمیں تو گیس نہیں مل رہی۔ بلوچستان کی کافی آبادی اور اضلاع ایسے ہیں جہاں کافی ٹھنڈ اور برف پڑتی ہے، میں قلات، مستونگ، کوئٹہ، زیارت، پشین، چمن، خضدار، ژوب اور لورالائی کی بات کرتا ہوں، یہ کافی ٹھنڈے علاقے ہیں۔

بلوچستان سے نکلنے والی گیس، بلوچستان کے عوام کو نہیں ملتی۔ جناب! قلات میں یقین جانیں ان دنوں منفی 14 ,13 درجہ حرارت ہے۔ سابق وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی کی کوششوں سے ہمیں گیس کا connection ملا۔ جناب! قلات آزادی سے قبل بلوچی ریاست کا دارالخلافہ تھا۔ اس لحاظ سے بھی اس کا حق بنتا ہے کیونکہ وہ ایک علاقے کا مرکز ہے، بڑی مشکل سے گیس کا پراجیکٹ مکمل ہوا۔ پہلے تو یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ پراجیکٹ feasible نہیں ہے، پھر feasible ہو گیا، سکیم منظور ہوئی، پھر اس پر کام ہوا، پھر مکمل ہوا۔

جناب چیئرمین! پہلے جو ہمارا ایک بلوچی نظام تھا یعنی لکڑیاں جلانے وغیرہ کا وہ بھی گیس آنے کی وجہ سے ختم ہو گیا، خوشی کی لہر دوڑ گئی، یہ دو تا اڑھائی سال چلی لیکن اس سال کے شروع سے قلات میں گیس بالکل نہیں پہنچتی۔ اب وہ سسٹم تو ختم ہو گیا۔ اب نئے سسٹم کے لیے از سر نو انتظام کرنا بڑی مشکل بات ہے۔ قلات کی آبادی انتہائی غریب ہے۔ وہاں کے لوگ اب نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہاں پر ایک انتہائی بد اخلاق جنرل منیجر بٹھایا گیا ہے، میں نے خود اس سے اس بارے میں بات کی ہے، وہ کہتا ہے کہ قلات کے لوگ چور ہیں اور وہ گیس چوری کرتے ہیں۔ میں نے معززین کا ایک وفد اس کے پاس بھیجا، ان سے بھی اس نے اسی اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد میں نے MD سے بات کی، میں نے اس سے کہا کہ آپ کے پاس کوئی اور آدمی نہیں ہے؟ اگر واقعی کوئی چور ہے تو اس کو پکڑنے میں کونسی رکاوٹ ہے۔ ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ لوگ main line سے اپنے pipes لگا کر چوری کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ چوری میں ڈیپارٹمنٹ کے لوگ شامل ہیں، خود یہ GM شامل ہے کیونکہ main line میں اس طرح آسانی سے کوئی سوراخ نہیں کر سکتا۔ ان کے کارندے شامل ہیں، ان کو پکڑ لیا جائے تو سارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ پھر اگر کوئی چوری کرتا ہے۔۔۔۔اور آپ کہتے بھی ہیں کہ ہمارا کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے تو پھر آپ FC کے دو چار سپاہی ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ ایسے illegal connections کو آپ ختم نہیں کروا سکتے۔ ان لوگوں کو آپ قانون کے دائرے میں نہیں لا سکتے۔ جناب! قلات کی کل آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے اور اگر واقعی دو چار چور آپ کی نظر میں ہیں تو پھر یہ ساری آبادی ان کے رحم و کرم پر ہے۔ اب main line بند ہے۔ آپ کوئی اقدام اٹھانے کی پوزیشن میں

نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین ! میں نے اس ضمن میں چیف سیکرٹری بلوچستان سے بھی بات کی ، میں نے کہا کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے۔اگر وہاں واقعتاً ایک مجرم کسی کی نظر میں ہے تو اس کو پکڑنا چاہیے ، اس کو قانون کے دائرے میں لانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں گیس اور پٹرولیم کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ نا منظور ہے، ہم اس اضافے کو نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ غریب کی قوت خرید پہلے ہی جواب دے چکی ہے اور آپ مسلسل قیمتوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جناب! جب پٹرول مہنگا ہوتا ہے تو اشیائے ضرورت خود بخود مہنگی ہو جاتی ہیں - بلوچستان میں جب ان زیادتیوں کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے تو پھر فوج کا ایکشن ہوتا ہے - ہم نے ہمیشہ کہا کہ خدا کے لیے! بلوچستان جہاں سے گیس نکلتی ہے وہاں سے گیس کمپنیاں اربوں روپے کماتی ہیں، کیا جن کی زمینیں متاثر ہوتی ہیں ان کا اتنا بھی حق نہیں بنتا کہ ان کو ایک modern village بنا کر دیا جائے۔ ان کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے، بیروزگار لوگوں کو پہلی ترجیح میں روزگار دیا جائے، کیا یہ ان کا حق نہیں بنتا؟ اس سے حاصل ہونے والے منافع میں کیا صوبے کا کوئی حصہ نہیں بنتا۔ دیکھیں جناب! ہم نہ اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہیں، نہ دنیا کے رولز اور قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہیں اور اس کا نتیجہ پھر یہی ہوتا ہے۔ آج بلوچستان کی جو کیفیت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ جناب چیرمین! میں اس لیے سمجھتا ہوں کہ قلات کو اس کی اپنی گیس کی سپلائی فوری طور پر بحال کی جائے اور قیمتوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے اسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔ کیا مزید گیس نکالنے کے لیے وزارت کوئی کوشش نہیں کر رہی؟ وزارت نے اس ضمن میں کیا اصلاحات کی ہیں؟ اب تک اگر گیس چوری ہو رہی ہے تو پھر یہ پورے ملک میں چوری ہو رہی ہو گی، میں نے تو صرف قلات کی بات کی ہے، اس کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ جناب! اس پہلو کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ میری تجویز ہے کہ CNG کی قیمت میں فوری طور پر کمی کی جائے کیونکہ CNG زیادہ تر غریب لوگ استعمال کرتے ہیں، سرکار، سرمایا دار اور جاگیر داروں کے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان چند گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا اور میں اس بات کا بھی اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے کئی سالوں کی روایات میری نگاہ میں اچھی نہیں ہیں کہ adjournment motion admit ہو جاتی ہے لیکن اس کے بعد اس پر discussion نہیں ہوتی حالانکہ adjournment motion کا concept

ہی یہی ہے کہ یہ اتنی اہم اور فوری نوعیت کی چیز ہے کہ ہاؤس کی عام کارروائی کو ترک کر کے اس پر غور کیا جائے۔آپ اس spirit کے مطابق اس adjournment motion کو اسی session کے اندر زیر غور لے آئے، میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب! اب اصل مسئلے کی طرف آتے ہیں ، مسئلہ کیا ہے ؟ 2008 سے اب تک پٹرولیم اور تمام petroleum products, gas, LPG, ان میں سے جس چیز کو بھی آپ دیکھیں اس کی قیمت میں مسلسل اضافہ ہوا ہے اور میرے پاس سارے اعداد و شمار ہیں جن کی بنا پر میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ 2008 سے جنوری 2012 تک 70% سے لے کر 100% اضافہ ان کی قیمتوں میں ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں دو explanations دی گئی ہیں، ایک یہ کہ بین الاقوامی قیمتیں بڑھی ہیں اور دوسری یہ کہ dollar کی value change ہو گئی ہے۔ بلاشبہ دونوں باتیں اصولاً ٹھیک ہیں لیکن یہ دعویٰ غلط ہے کہ بین الاقوامی قیمتیں صرف بڑھی ہیں ، 2007 میں بین الاقوامی قیمتیں 145 dollar per barrel سے کم ہو کر 65 to 67 تک آئیں، پھر ان میں اضافہ ہوا اور پھر کمی ہوئی۔---- آگے ٹی ے۔۔

T07-07FEB2012 FAZAL\Mubashir 5:30 UR7

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد جاری ہے۔----- پھر اس میں اضافہ ہوا اور پھر کمی ہوئی۔ اگر آپ اس پورے canvas میں دیکھیں تو net terms کے اندر یہ کہنا کہ اس زمانے میں بین الاقوامی قیمتوں کے اضافے کی وجہ سے ہم نے اضافہ کیا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی co-relation مجھے نظر نہیں آیا۔

دوسری بات فرمائی گئی ہے ڈالر کے بارے میں۔ تو یہ بھی صحیح ہے کہ 62 روپے سے بڑھ کر اب وہ 90 روپے پر آگیا ہے۔ 50% devaluation ہوا ہے لیکن یہ بھی آپ ہی کی معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ہوا ہے جس کی ذمہ داری مکمل طور پر حکومت اور اس کی پالیسیوں کے اوپر ہے لیکن یہ بھی اگر آپ دیکھیں کہ جو قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے اور ہر چیز imported نہیں ہے۔ ٹھیک ہے آپ نے petroleum میں تقریباً 85% کی import کی ہے لیکن گیس میں تو نہیں ہے۔ کس طرح آپ گیس کی قیمتوں میں 80% کی variation کو dollar value سے co-relate کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ دھوکہ دینے کی باتیں ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے۔

اب آئیے گا کہ اس کی اصل وجوہات کیا ہیں؟ میری نگاہ میں سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو resources power کی ہیں ان کے بارے میں آج تک کوئی strategic plan تیار نہیں کیا گیا ہے۔ Day to day پالیسیاں بنتی ہیں۔ ایک طرف یہ دیکھتے ہیں کہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے، سپلائی ناکافی ہے اور دوسری طرف گیس اور electricity کے connections نئی جگہوں پر دینے کی پالیسی بھی جاری ہے۔ 2008 اور 2011 کے درمیان 1.2 million users گیس کے بڑھے ہیں۔ یہ دیکھیں بغیر کہ گیس available ہے یا نہیں۔ یہ دراصل strategic planning کی کمی ہے اور میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم انرجی کی field میں strategic planning کا minimum period دس سال ہے۔ دس سے بیس سال کے period میں دنیا کا ہر ملک یہ plan بناتا ہے جس میں expected demand, expected supply اگر deficit ہے تو اس کو کیسے پورا کیا جائے گا، اگر surplus ہے تو اس کو کیسے استعمال کیا جائے گا لیکن یہ چیزیں ہمارے ہاں نہیں ہو رہی ہیں۔ یہ سب سے پہلی خامی ہے جس کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

نمبر دو، انرجی کا جو role ہے معیشت کے اندر اور عام لوگوں کی زندگی پر یعنی آپ یہ دیکھیں کہ زندگی کا ہر شعبہ گھر کے چولہے سے لے کر ٹرانسپورٹ، agricultural tube well, industrial production ہر چیز کا انحصار گیس پر ہے۔ گیس ایک بالکل key چیز ہے لیکن ہمارے ہاں انرجی کی پالیسی کسی ایک وزارت کے تحت نہیں۔ یہ چھ وزارتوں میں بٹی ہوئی ہے جبکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ انرجی کی ایک منسٹری ہو اور وہ منسٹری انرجی کی تمام sources ہیں ان کے بارے میں ایک integrated policy develop کرے یہ دوسری بنیادی خرابی ہے۔

تیسری بنیادی خرابی یہ ہے کہ پالیسی اور infrastructure for project programme making, implementation, monitoring, اس میں کوئی موافقت نہیں ہے۔ اس میں political interference ہوتی ہے۔ میرٹ اور ملک کے اصل حالات اور ذرائع کو سامنے رکھے بغیر سیاسی مداخلت آڑے آجاتی ہے۔ Manipulate کیا جاتا ہے، من پسند افراد کو لایا جاتا ہے۔ جیل کے ساتھیوں کو چیئرمین اور MD بنایا جاتا ہے۔ Night club کے منیجرز کو professional اداروں میں لاکر کے بیٹھایا جاتا ہے تو یہ اگلی چیز بہت political interference ہے۔ جب تک کہ ان چاروں چیزوں کی آپ فکر نہیں کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس دلدل سے نکل سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ یہ دیکھیے کہ فوری طور پر کیا کیا جا سکتا ہے؟ میری نگاہ میں اس کے دو تین پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ پالیسی کہ ہر مہینے قیمت بڑھا دی جائے خواہ وہ electricity کا tariff ہو، خواہ گیس ہو، خواہ petroleum ہو یہ ختم ہونی چاہیے۔ اس موقع پر میں حکومت سے نہیں حکومت کے ان اتحادیوں سے بھی بڑے ادب کے ساتھ درخواست کروں گا کہ ایک طرف آپ حکومت میں شریک ہونے کے باوجود حکومت کی پالیسیوں کے خلاف شور و غوغا برپا کرتے ہیں، استعفے دینے کی باتیں کرتے ہیں، 50% قیمت کو کم کرا کے دوبارہ حکومت کے اندر شریک ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر آپ کے second دورے میں قیمتیں مزید 20 سے 25% بڑھتی ہیں اور آپ بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ سیاسی دھوکہ بازی ہے اسے ختم کیجیے اور یہ اصول طے کیجیے کہ کوئی نہ کوئی objective criterion ہونا چاہیے اور پہلے assessment کیا جائے کہ کس طریقے سے pricing ہو گی۔ اس وقت شکل یہ ہے کہ taxes 30% ہیں۔ Sales Tax اور levy 23 ارب روپے ماہانہ، 270 ارب سالانہ حکومت اس سے بطور ٹیکس یہ کما رہی ہے جبکہ یہ ایک essential utility ہے اور اس کا بوجھ اور اس کی قیمت پوری قوم کو ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ تو یہ غلط ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر آپ کوئی ٹیکس رکھتے بھی ہیں تو وہ tax fiscal deficit کے لئے نہ ہو بلکہ وہ یا development کے لئے ہو اور اس صورت میں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا escrow account میں وہ رقم جائے اور وہ صرف development پر خرچ ہو یا پھر stabilization fund ہو۔ دنیا بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ یہ رقم stabilization fund میں جاتی ہے اور international prices جب بڑھتی ہے تو اس stabilization fund سے فراہم کیا جاتا ہے اور جب گرتی ہے تو اس stabilization fund میں رقم بڑھائی جاتی ہے۔ اگر یہ راستہ آپ اختیار کریں گے تو اس سے ملک میں بھی ایک stable supply ہو سکے گی، development ہو سکے گا اور ساتھ ساتھ عوام کو جس عذاب میں آپ ڈال رہے ہیں وہ نہیں ہو گا۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پالیسی بنائی جائے اور میں اس لئے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ 2004 سے 2008 تک جو petroleum and mineral resources کی کمیٹی تھی میں بھی اس کے اندر تھا۔ ہم نے ایک بار نہیں دو تین بار اور محترمہ رخسانہ زبیری صاحبہ جو سینیٹر تھی اس زمانے میں ان کا بڑا contribution تھا کہ ہم نے ایک ایک چیز کی گہرائی میں جا کر کے پورا فریم ورک کیا تھا اس طرح پالیسی بنائی ہے لیکن مجھے یہ دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ یہ جو سہل انگاری ہے اس کی مثال تازہ ترین یہ ہے کہ ابھی آپ کو پتا ہے کہ پانچ دن پہلے قومی اسمبلی نے unanimous resolution pass کیا کہ قیمتیں کم کرو اور ایک کمیٹی بناؤ

اور اس نے ایک ہفتے میں رپورٹ دینی تھی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانچ دن ہو چکے ہیں میرے علم کے مطابق آج تک وہ کمیٹی نہیں بنی ہے۔

جناب والا! پھر اگلی چیز leakages ہیں۔ آپ کی بجلی کی capacity آج بھی 19 ہزار میگاواٹ ہے لیکن production, availability کبھی چار ہزار کا deficit ہے، کبھی پانچ ہزار کا deficit ہے اور کبھی اڑھائی ہزار کا deficit ہے۔ لوگ لوڈشیڈنگ کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ جو leakages ہیں، اسی طرح یہ line losses ہیں، کرپشن ہے، واپڈا کے اپنے لوگوں کو جس طریقے سے fees دی جاتی ہے ان تمام leakages کو بند کیجیے تو اس سے کم از کم 10 to 15% saving آپ فوراً کر سکتے ہیں اور جو مصیبت لوڈ شیڈنگ کی ہے اس میں بڑا relief دیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! ساتھ ہی میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ relative sources of energy یہ بڑا اہم issue ہے۔ ہماری dependence gas پر ہے اور 48% پھر اس کے بعد ہائیڈل، پھر کول ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ renewable sources جو ہیں اور alternate sources جو ہیں ان کو develop کیا جائے۔ انڈیا اس وقت 16 ہزار میگاواٹ alternate sources سے بجلی حاصل کر رہا ہے۔ یہ معاملہ چین کا ہے۔ ہم کیوں حاصل نہیں کر سکتے؟ صرف اس لئے کہ ہمارے پاس پالیسی نہیں ہے، اس لئے کہ ہمارے پاس competence نہیں ہے۔

پھر کرپشن، ابھی آپ overcharge کی بات کر رہے ہیں۔ میں ذاتی بات نہیں کیا کرتا لیکن مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک کنال پر رہنے والے تین ممبرز کی فیملی دو ملازمین کے ساتھ میرے پاس 40 ہزار اور 47 ہزار روپے کے ماہانہ Bills آ رہے ہیں۔ اس کا کوئی تصور آپ کر سکتے ہیں۔ یہ صریحاً کرپشن ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جب تک کہ comprehensive policy ان تمام پہلو پر اختیار نہیں کی جائے گی۔ میں بات ختم کرنے سے پہلے-------

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! اس کو conclude کر لیجیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے جو latest report Asian Development Bank کی آئی ہے وہ پڑھ دوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں international experts بھی وہی بات کہہ رہے ہیں۔

"Pakistan's energy sector faced a financial crisis that basically stemmed from weak governance, political interference in decision making, poor staff morale and disregard of

prudent business practices. The worsening problems in these areas have had a major impact on the financial performance of the utilities and have hindered the effectiveness and sustainability of the energy sector. Weak governance has resulted in inefficient utility operations, power theft, reduced billing and collection and nonpayment of arrears. These practices have affected the poor segment of the population more than the affluent and contributed to the financial crisis in the sector".

(Followed by T08)

T08−07Feb1202 Rauf/Saifi ED/ 5−40/UR10

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: تو یہ ہے verdict جو Asian Development Bank دے رہا ہے اور یہی بات ہم کہہ رہے ہیں۔ خدا کے لیے آپ اپنی insensibility اور غفلت سے بیدار ہوئیے اور energy کو priority war priority top پر دیجئے اور اس کے لیے immediately کیا کیا جا سکتا ہے۔ medium term پر کیا کیا جا سکتا ہے اور پھر ایک strategic plan ہو تا کہ ہم فی الحقیقت آئندہ کے لیے صحیح بنیادوں پر اس کو مرتب کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں پروفیسر خورشید صاحب کے تمام دلائل سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ ایسا sector ہے جب کبھی کسی دوسرے ملک سے بھی بات ہوتی ہے تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پاکستان کی سب سے بڑا problem energy ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ energy کا problem بھی کیوں پیدا ہوا ہے۔ اس کی وجہ بھی میرے خیال میں misgovernance ہے۔ Otherwise بنیادی طور پر جتنا کچھ energy sector میں پاکستان کے اندر ہے، اگر صحیح طریقے سے اسی کا کوئی audit کروایا جائے کہ capacity کتنی ہے اور کتنی capacity کے اوپر وہ چل رہے ہیں اور ان میں خامیاں کیا ہیں، کیا کوئی machinery کی خامی ہے، کیا کوئی manpower کی خامی ہے؟ کیا کوئی پالیسی کی خامی ہے؟ کیا باہر سے کوئی loan لے کر اس sector میں دینے کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں ہے تو پھر یہ پورا کیا جا سکتا تھا اور روز بروز جب یہ gap بڑھتا جا رہا تھا تو پھر بھی بے حسی کا یہ عالم تھا کہ dates پر dates دی جا رہی تھیں کہ load shedding نہیں ہو گی، gas shedding نہیں ہو گی لیکن وہ ہوتی

رہی، Ministers بدل گئے لیکن حالات میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور اب اس میں rates بڑھا دیئے گئے، کوئی زمانہ ایسا بھی تھا کہ Annual Budget کو بڑی فوقیت حاصل تھی۔ اس کی بڑی sanctity ہوا کرتی تھی لیکن اب تو ہر روز اگر قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ تیل کی قیمتیں بڑھانے سے پانچ دن پہلے اعلان کر دیا گیا اور اب اس سے اور بڑا ظلم کیا ہو سکتا تھا کہ جن لوگوں نے اس میں مار دھاڑ کرنی تھی، ان کو کھلی چھٹی تھی خدا معلوم کہ Ministers کی کوئی briefing ہوتی ہے یا نہیں؟ Cabinet کو بتایا جاتا ہے کہ کیا چیزیں appropriate ہیں کیا نہیں ہیں لیکن ایسے معاملات میں اس کو non-seriously لیا گیا کہ آج ایک عام آدمی کیا، اچھی بڑی upper middle class بھی اس عذاب میں آئی ہوئی ہے کہ ان اخراجات کو وہ کیسے پوری کریں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر seriously غور بھی نہیں کیا جا رہا ہے اور یہاں Ministers کی تعداد بھی آپ دیکھیں کہ کمی نہیں ہے، تو پھر کون اس کا notice لے گا۔ ایک وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ کس کس شعبے کی طرف سے جواب دیں گے، کیا کریں گے۔ یہ بڑا افسوس ناک ہے اور المیہ ہے جس کا ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو کوئی ادراک بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ہمارے ملک کے اندر ہمیشہ ہر پندرہ دن کے بعد ایک ایسا بم عوام پر گرتا ہے کہ جس کا کوئی حل نہیں ہوتا ہے۔ جس طرح دیگر ممبرز نے کہا ہے کہ اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ energy کا ہے۔ Energy کی ہمیں اشد ضرورت ہے اور ہمارے پاس اتنی کمی ہے اس سے جتنی ضرورت ہے اس سے دوگنا کمی ہے اور اس کمی کا سامنا کرنے کے بجائے ہم سب کچھ عوام پر ڈال دیتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ڈیزل ایک لیٹر -/104 روپے پر چلا گیا ہے۔ اگر ڈیزل -/104 روپے پر ہوگا تو کیا بس والا ڈیزل ڈال کر ان سب کو لے کر جائے گا، یہ نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک ویگن میں ایک سلنڈر پھٹنے سے کئی اور سلنڈر پھٹے اور ساری گاڑی جل گئی اس میں جتنی سواریاں تھیں وہ بھی جل گئیں۔ اب یہ صورت حال اس لیے ہے کہ میں نے یہاں تک سنا ہے کہ یہ بڑے بڑے کنٹینرز ہیں ان میں بھی CNG لگائی ہوتی ہے اور جہاں چڑھائی آجاتی ہے اس کو آئل پر کر دیتے ہیں اور جب plain آتی ہے وہاں CNG پر چلالیتے ہیں۔ مقصد یہ کہ یہ ہماری غلط پالیسی کی وجہ سے ہے۔ ہم اگر اس پالیسی کو برابر کر دیں یا تو آپ ڈیزل اس سے نیچے لے آئیں تاکہ گھریلو صارفین کو گیس ملے آپ کی industries کو بھی ملے جس سے آپ کی production بڑھے گی، جس سے آپ کا زرمبادلہ بھی آسکتا ہے لیکن ہم یہ نہیں سوچتے ہیں اور ہم اپنا levy بھی بڑھاتے ہیں اور levy

کے ساتھ ہم نے GST بھی بڑھائی ہے تو یہ سارا بوجھ عوام پر چلا جاتا ہے۔ خدارا، ایسی پالیسی بنا دی جائے تا کہ یہ ایک جگہ پر رکے کیونکہ اس کے نہ رکنے کی وجہ سے قیمتیں بھی بڑھتی ہیں، مہنگائی کا طوفان آجاتا ہے اور اس وقت ہماری جو صورت حال ہے ہماری معیشت ویسے بھی کمزور ہے، مزید کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ کل میں نے World Bank کی رپورٹ دیکھی، انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس کچھ نہیں ہے، آگے آنے والے دنوں میں ڈالر کی ہم جو بات کر رہے ہیں وہ قرضے جو ہم نے واپس کرنے ہیں اس کے لیے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں تو یہ ساری چیزیں عوام پر ڈالیں گے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت کتنے خودکشیاں کر رہے ہیں اس سے بھی زیادہ ڈبل کرتے جائیں گے۔ حکومت اس پر ضرور سوچے، کم از کم ڈیزل کو نیچے لے آئے تا کہ بڑی گاڑیاں CNG کو استعمال نہ کریں تا کہ گھریلو عوام کو بھی gas ملے اور industry کو بھی ملے جس سے آپ کا زرمبادلہ آئے جس سے آپ دنیا کے ساتھ مقابلہ کریں لیکن بد قسمتی سے یہاں کوئی بھی حکومت آئی اس نے اپنا وقت گزارنے کی کوشش کی۔ ہمارے ہاں جو hydel generation ہے۔ ۱۹۷۴ میں جب تربیلا ڈیم اور غازی بروتھا ڈیم جو 1200 میگاواٹ بجلی کے تھے اس کے بعد کوئی کوشش نہیں کی گئی اس وقت ہمارے ہاں جنوبی اضلاع میں سب سے زیادہ گیس اور آئل ہے وہاں exploration کے لیے کوئی کام ہی نہیں کیا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات دہشت گردی ہے جب لوگ وہاں جاتے ہیں، اغوا کیے جاتے ہیں، مارے جاتے ہیں۔ ایسے مسائل کے لیے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا یہ ایک پولیٹکل پارٹی یا کسی حکومت کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آنے والے لوگ کہیں گے کہ شاید یہ حکومت فیل ہو گئی ہے۔ آگے کوئی اور آجائے گا ان کے لیے بھی یہ problem ہوگا یہ نہیں کہ یہ problem حل ہو جائے گا اس problem کو سب نے مل کر حل کرنا ہے اور اس وقت حکومت پر زیادہ اس لیے بوجھ ہے اور حکومت اس لیے ذمہ دار ہے کہ اس وقت سارا اختیار حکومت کے پاس ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ پولیٹکل پارٹیز کو بٹھائے اور سر جوڑ کر ان مسائل کے حل کے لیے کوئی راستہ نکالیں اور وہ راستہ ایسا نہ ہو کہ عوام پر بوجھ بڑھتا جائے، ایسا راستہ ہو جس سے عوام کو relief ملے۔ لوگ جمہوریت کیوں چاہتے ہیں؟ اس لیے چاہتے ہیں کہ ان کو relief ہو لیکن جب بھی جمہوریت آتی ہے تو عوام یہ ہی سوچتے ہیں کہ dictator ہی اچھا تھا حالانکہ وہ ایک مصنوعی طریقہ ہوتا ہے جب dictator آتا ہے تو وہ باہر سے ڈالر لیتے ہیں اور ڈالر لینے کے بعد وہ کچھ relief تو دے دیتا ہے لیکن وہ مستقل حل نہیں ہوتا اور سارا خمیازہ آنے والی جمہوریت کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ ساری پولیٹکل پارٹیز کو بٹھائے۔ آنے والے وقت میں ہمیں جو سب سے زیادہ مشکل نظر آرہا ہے اس کے لیے کوئی تدارک کریں، اس کے لیے کوئی پروگرام بنا لیں تا کہ ہمارے مسائل اور نہ بڑھیں بلکہ کم ہوتے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس تحریک التواء پر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ مجھ سے پہلے میرے دوست اور میرے ساتھی زاہد خان نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گیس کی شکل میں خزانہ دیا لیکن ہم نے اس خزانے کی قدر نہیں کی اور اس کا استعمال نہایت بے دردی سے کیا۔ دنیا کے بہت کم ایسے ممالک ہوں گے جس میں natural gas گھروں تک پہنچائی جاتی ہے اور اس زمانے میں CNG کے بارے میں جرنیل کے دور میں کیا سوچ آئی اور جرنیل کے جو ساتھی تھے آپ دیکھیں کہ پٹرول pumps کتنے ہیں اور CNG pumps دیکھیں کئی علاقوں میں تو ایک کلومیٹر میں پانچ پانچ CNG کے پمپس لگے ہوئے ہیں اور آج سے دو سال پہلے میں کوئٹہ گیا تھا تو پورے بلوچستان میں دو پمپ تھے اور وہ کوئٹہ کے فوجی علاقے میں دو رٹائرڈ فوجی آفیسروں کی ملکیت تھی اور آج سے اڑھائی سال پہلے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ رات 9 بجے جاتے تھے اور 2 بجے ان کا نمبر آتا تھا اور 1985 سے پہلے بلوچستان کے لوگوں کو گیس دی ہی نہیں گئی تو چاہیے کہ ہم کوئی سخت فیصلے کریں۔ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہماری انڈسٹری چلے، ہمارے مزدور جو بیروزگار ہو رہے ہیں gas اور energy کی کمی کی وجہ سے، وہ بیروزگار نہ ہوں ہماری export بڑھے تو ہماری یہ بڑی عیاشی ہے کہ ایک آدمی پندرہ لاکھ، بیس لاکھ، پچیس لاکھ اور پچاس لاکھ کی گاڑی خریدتا ہے لیکن اس کے انجن کے اندر modification کرتا ہے اور اس کو گیس میں convert کر دیتا ہے تاکہ اس کو سستا فیول ملے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہمارے پاس جتنی بھی انرجی ہے۔ چاہے وہ electricity کی صورت میں ہے، پٹرول کی صورت میں ہے یا گیس کی صورت میں ہے-----

آگے--یو--۸--

T09-07FEB2012 FAHEEM/ ED Javaid 5:50 P.M. ER12

سینیٹر حاجی محمد عدیل: (جاری-----) اس کے انجن میں modification کرتا ہے اور اس کو gas میں convert کر دیتا ہے تاکہ اس کو سستا fuel ملے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہمارے پاس جتنی بھی energy ہے، چاہے وہ electricity کی صورت میں ہے، پیٹرول کی صورت میں ہے، gas کی صورت میں ہے یا کسی اور صورت میں ہے، ان سب energies کی output کا ایک rate ہونا چاہیے۔ اب مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اپنی گاڑی میں ایک انجن کے ہوتے ہوئے دوسرا انجن لگواؤں یا اگر میرے گھر میں بجلی کی supply available ہے تو میں گیس سے چلنے والا ایک generator خریدوں یا پھر batteries خریدوں تاکہ جب load

shedding ہو تو اس کا توڑ کر سکوں۔ یہ سب اس لیے ہے کہ ہم نے duplication کی ہے اور اربوں روپے ضائع کیے ہیں۔ میری اطلاع ہے کہ 29 یا 30 لاکھ کے قریب گاڑیاں CNG میں convert ہو چکی ہیں اور اب تو buses کو بھی convert کر دیا گیا ہے۔ Buses میں سے نئے diesel engines اتار کر گیس سے چلنے والے انجن لگائے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اذان ہو رہی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! جب اذان ہو تو حق کی بات کرنی چاہیے اور میں آخری بات یہ کروں گا، جو حق کی بات ہے، کہ آپ private sector میں گاڑیوں کو، جو ذاتی استعمال کے لیے ہیں، CNG provide کرنا بند کر دیں۔ جو رکشے اور ٹیکسیاں ہیں ان کو تو CNG دیں کیونکہ وہ تو مجبوری ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر مغرب کی اذان ایوان میں سنائی دی گئی۔)

جناب چیئرمین: اب نماز کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد سب سے پہلے سپیکر پروفیسر ابراہیم صاحب ہوں گے۔ ٹھیک ہے جی۔ آپ ذرا جلدی آجایئے گا۔ شکریہ۔

(The House then adjourned for 15 minutes for Maghrib prayers.)

(Followed by T10)

Azhar ur1 t10-07feb2012

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین فاروق حامد نائیک دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! انتہائی اہم موضوع پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہم ایک عجیب صورت حال سے دوچار ہیں۔ (جاری)

T11-07FEB2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---6.00PM

جاری--------سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان----

جناب چیئرمین! ہم ایک عجیب صورت حال سے دوچار ہیں، اس دن یکم فروری کو جب یہ motion admit ہو رہا تھا تو محترم وزیر Petroleum نے اپنا بیان دیا تھا اور ہم آج ان کے سایہ عاطفت سے محروم ہیں۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ وزارت پیٹرولیم

petrol and gas کی قیمتوں میں اضافے کی ذمہ دار نہیں ہے، اس کی وزارت خزانہ ذمہ دار ہے، مجھے اس بات سے مکمل اتفاق ہے، ان کی بات بالکل درست ہے۔ آج یہاں محترم وزیر خزانہ کو بھی موجود ہونا چاہئیے تھا تاکہ وہ اس بات کی وضاحت کرتے لیکن ہم آج Supreme Court کے فیصلے کی روشنی میں وزیر خزانہ سے محروم ہیں۔ جناب چیئرمین! اس موجودہ دور میں گیس اور تیل کی قیمتوں میں بیس بار سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ پہلے پندرہ دن کے بعد ہوتا تھا جب بین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی ہونے لگی تو انہوں نے پندرہ دنوں سے بڑھا کر ایک مہینہ کر دیا یعنی یہ بدنیتی پر مبنی تھا کہ جب کمی کا موقع آیا تو پندرہ دن سے ایک مہینہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد شاید کبھی ایک آدھ بار ہوئی ہو لیکن اضافہ مسلسل ہوتا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! OGRA نے کئی بار intervene کیا ہے، انہوں نے مداخلت کی ہے کہ حکومت کا تیل اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ جائز نہیں ہے اور یہ عوام پر ناروا بوجھ ڈالا جا رہا ہے، یہ OGRA کی طرف سے ہوا ہے لیکن وزارت خزانہ اسرار کرتی رہی کہ نہیں، ہم نے budge deficit covert کرنا ہے اور بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے کہ پاکستان کے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جائے اور حکمران ڈاکہ ڈالیں اور وہ اپنی عیاشیوں اور عیش عشرت کے لیے پاکستان کے عوام کو لوٹ لیں۔ جناب چیئرمین! مجھے اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہمدردی ہے کہ ان کی تحادی جماعتیں ان پر حملہ آور ہیں، حکومت کے فائدے وہ اتحادی جماعتیں اٹھا رہی ہیں اور مشکل میں پاکستان پیپلز پارٹی کو ڈالا ہے۔

جناب چیئرمین! ایسا بھی ہوا ہے کہ MQM نے احتجاجاً وزارتوں سے استعفے دیئے کیونکہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تھا، اس کے بعد جب تیل کی قیمتوں میں دوبارہ اضافہ ہوا تو وہ حکومت میں شامل ہو گئے اور آج وہ بھی احتجاج کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ حکومت میں شامل اس کی اتحادی جماعتیں تیل اور گیس کی قیمتوں میں اضافے میں برابر کی شریک ہیں، جب یوم الحساب آئے گا اور قوم حساب مانگے گی تو انشاء اللہ سب سے حساب لیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! اس دن وزیر محترم نے PDL کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ تیل اور گیس کی development پر خرچ ہوتا ہے، آج میری خوش قسمتی ہے کہ سید نوید قمر صاحب موجود ہیں، ان سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے کے سوال میں پوچھا گیا کہ تیل اور گیس کی ترقی پر PDL کا کتنا حصہ خرچ ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ zero خرچ ہوا ہے، جناب! Budget deficit cover کرنے کے لیے سب کچھ خرچ ہوا ہے۔ اس کے بعد جب ڈاکٹر عاصم صاحب وزیر تھے، ان کو معلوم نہیں تھا، میں آپ کی وساطت سے سید نوید قمر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کو سمجھائیں کہ قانون کی کتاب میں PDL کا نام تبدیل ہو چکا ہے، یہ PDL نہیں رہا، اب یہ PL ہے، اس سے development کا لفظ اڑا دیا

گیا ہے اور یہ Petroleum Levi ہے اور یہ حکمرانوں کے عیش و عشرت پر خرچ ہو رہا ہے، اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ یہ petrol and gas کی ترقی پر خرچ ہو۔

جناب چیئرمین! محترم وزیر نے اس دن یہ بھی بتایا تھا کہ ہماری demand کا 15% ملک میں پیدا ہو رہا ہے اور اس سے پہلے محترم نوید قمر صاحب بھی یہی فرما چکے ہیں۔ جناب! ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے، یہ بھی درست نہیں ہے، یہ بھی غلط معلومات فراہم ہو رہی ہیں، تیل کی ملکی پیداوار اس سے بہت زیادہ ہے اور یہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ international market میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور international market سے مراد Washington ہے۔ ہمارے ملک میں قیمتوں کا تعلق Washington سے ہے جبکہ ہم تیل خلیج سے خرید رہے ہیں اور ہمیں مفت بھی مل رہا ہے، ہمیں گھر سے بھی تیل مل رہا ہے اور یہاں پر Washington کی قیمت پر قوم کو فروخت کیا جا رہا ہے، اس پر Petroleum Levi and General Sales Tax ہے اور ایک عجیب طرفہ تماشا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارا اصل مسئلہ corruption ہے، آپ CNG بسوں اور کاروں پر پابندی لگا دیں، یہ مسئلے کا حل نہیں ہے، اگر آپ پابندی لگائیں گے تو آپ ظلم بالائے ظلم کریں گے، آپ حالات ٹھیک کریں، آپ policy تبدیل کریں۔ جناب چیئرمین! آج کے جنگ اخبار نے اداریہ لکھا ہے اور اس میں Transparency International کی report کا حوالہ دیا ہے، اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں corruption, tax چوری اور خراب طرز حکمرانی کی وجہ سے ملک کو ساڑھے آٹھ ہزار ارب یا 94 ارب امریکی dollar کا نقصان پہنچا ہے۔ اس سے ہمارا تین سال کا بجٹ بنتا ہے، تین، چار سال ہو گئے ہیں کہ ہمارا ہر سال کا جو بجٹ ہوتا ہے، اتنی ہی corruption ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں conclude کر رہا ہوں کہ Transparency International کی رائے ہے کہ corruption پر موثر انداز سے قابو پایا جائے اور اچھی طرز حکمرانی کو یقینی بنایا جائے تو ملک کو غیر ملکی امداد کی مد میں ایک پائی کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس سے پہلے ہمارے وفاقی وزیر خزانہ نے یہ بات کہی ہے، انہوں نے 500 ارب روپے کی corruption کا اعتراف کیا ہے، اسی طرح Auditor General and Public Accounts Committee کی رپورٹیں بھی موجود ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر ان چیزوں پر قابو پا لیا جائے جو اس وقت مجھے ناممکن دکھائی دیتا ہے، تب ہی یہ حالات درست ہوں گے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ کا شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب موجود نہیں ہیں، خالد محمود سومرو صاحب موجود نہیں ہیں، مسماۃ عافیہ ضیاء صاحبہ موجود نہیں ہیں، اسمٰعیل بلیدی صاحب موجود نہیں ہیں، عبدالنبی بنگش صاحب موجود نہیں ہیں اور اسحٰق ڈار صاحب موجود نہیں ہیں۔ عبدالحسیب خان صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ بہت اہم مسئلہ ہے، جناب نوید قمر صاحب آپ کے لیے ایک شعر پیش کر رہا ہوں کہ

محض ساقی کے بدلنے سے مہ خانہ نہ بدلے گا   بدلنا ہے تو رندوں سے کہو اپنا چلن بدلیں

نوید قمر صاحب اب آئے ہیں لیکن ان سے پہلے کئی لوگ آئے اور چلے گئے اور حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ جناب چیئرمین! energy industry کی روح ہے، یہ مشینوں کی روح ہے، اگر مشینوں سے روح نکال دی جائے تو پھر ایک مردہ جسم باقی رہ جاتا ہے، اس سے کوئی کام نہیں لیا جا سکتا، اگر industry بند ہو جائے گی، عوام پر جو ظلم کیا گیا ہے، وہ ایک طرف ہے لیکن ان کے پاس لکڑی سے کھانا پکانے کے لیے پیسے کہاں سے آئیں گے، پیسے industry سے آئیں گے، اگر industry بند ہو گی تو ان کا کیا بنے گا۔ آپ دیکھیں کہ WTO کے بعد دنیا سمٹ گئی ہے، آپ پڑوسی ممالک کے ساتھ compete کرنے کے قابل نہیں ہیں، دو، تین اور چار سال کیا، ہم دس سال سے تقریریں کر رہے ہیں، ہم نے power کے حوالے سے کبھی کچھ نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کوئی concrete طریقہ وضع کرنا پڑے گا، صرف تقریریں یا figure work کرنے سے کوئی کام نہیں چلے گا، آپ دیکھیں، یہ بہت آسان ہے، میں پہلے کئی مرتبہ یہ بات کہہ چکا ہوں اور میں نے بجٹ میں بھی یہ بات کہی تھی کہ یہ ظلم ہے کہ اب جو tax add کرتے ہیں، وہ آپ current price کرتے ہیں، آپ اس کو ہر مہینے تبدیل کر رہے ہیں۔ خدا کے واسطے اس tax کو کسی ایک مقام پر لائیں، 50, 60 dollar یا اس سے زیادہ جو difference public or industry پر آئے صرف وہ payment کی جائے اور اس میں جو difference آتا ہے اور پیسے کا short fall ہوتا ہے، آپ کے لیے بڑا آسان ہے کہ آپ اپنی عیاشیاں ختم کریں اور جو corruption ہوتی ہے، اس کو ختم کریں۔ میں دو طرح کی نشاندہی کرتا ہوں کہ آج آپ کے پاس پیسے آجائیں گے، آپ آج فیصلہ کر سکتے ہیں---------

آگے---------T12

سینیٹر عبدالحسیب خان (جاری): دیکھیئے آج آپ کے پاس پیسے آجائیں گے، آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ public enterprises کے بورڈ کو اہلیت اور شہرت کی بنیاد پر reconstitute کر دیجئیے تو آپ کا جو پیسہ چار پانچ سو ارب روپے جاتا ہے وہ بچ جائے گا، عیاشیاں کم کر دیں اس سے پیسے بچ جائیں گے۔ آپ کے پاس تو سات آٹھ سو ارب روپے آرہے ہیں، اگر نو سو ارب ڈالر ہو گیا ہے تو آپ اس پر charge کر لیں گے، 120 ہو گیا، اس پر charge کر لیں گے۔

جناب چیئرمین! میرا انڈسٹری سے 50سال کا تعلق ہے، میں آپ کو، اس ہاؤس کو اور تمام عوام کو واضح طور بتانا چاہتا ہوں کہ اب آپ کے پاس وقت نہیں ہے، انڈسٹری 90ڈالر پر پہنچ رہی ہے، کیا حشر ہو گا، اگر آپ کو بجلی نہیں ملتی تو آپ جنریٹر خرید لیتے ہیں، جنریٹر پر آپ کو 22روپے یونٹ cost آرہی ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ drill کی cost بڑھ گئی۔ عوام کے پاس روٹی نہیں ہو گی، اگر ہم لوگ عوام تک نہیں گئے تو عوام ہم تک آجائے گی۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ اس وقت انڈسٹری sink ہو رہی ہے، اس وقت پیٹرول اور گیس کی price بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ شاید ہم جان بوجھ کر انقلاب لانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں تو honourable Minister صاحب کو تھوڑی سے تجویز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں، پھر جو prices hike ہوئی ہیں اس کے متعلق بھی بات کروں گا۔ جناب! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیجیئے گا۔

جناب والا! میں نے اس دن honourable Minister صاحب سے یہ بھی عرض کیا کہ جب بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے تو اس کو cover کرنے کے لیے there are so many ways اور ان ways کو اپنا کر------

Mr. Chairman: We are discussing gas, not electricity.

Adjournment Motion گیس اور پیٹرول پر ہے، اس پر بات کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: پیٹرول اور گیس کی prices کے بارے میں question hour میں بھی میں نے عرض کیا تھا کہ اگر آپ well head price بڑھا دیں تو نئی کمپنیاں آ کر یہاں definitely digging کریں گی کیونکہ اللہ کے فضل سے پختونخوا میں کافی گیس ہے، اس کے علاوہ سندھ اور بلوچستان میں بھی ہے۔

دوسرے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پیٹرول اور گیس کی prices بڑھ رہی ہیں، یہ بالکل unrealistic ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ world میں prices بڑھی ہیں لیکن world میں 90 and 102 prices کے درمیان چل رہی ہیں، اوپر نیچے ہوتی ہیں، سٹے باز بیٹھے ہوئے ہیں، اتنی prices نہیں بڑھیں کہ آپ نے یکدم اتنے price بڑھا دیئے ہیں۔ نیشنل اسمبلی میں کمیٹی بنائی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کے through ان prices کو ختم کیا جائے یا کم از کم آدھا کیا جائے، otherwise لوگوں کے لیے بہت مشکل ہو گیا ہے۔ ہمارے چند دوست کہتے ہیں کہ جو حلیف پارٹیاں ہیں وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم گناہ میں شریک اس لیے نہیں ہیں کہ ہم سے کوئی discussion نہیں کی جاتی، البتہ گناہ میں وہ لوگ ضرور شریک ہیں کہ جو ضیاء الحق کے ساتھ شامل تھے، اس دور میں اس ملک پر ظلم ہوا، افغانستان کی war کی وجہ سے آج ہم پر terrorism ہو رہا ہے، تباہی ہو رہی ہے، انشاءاللہ ان لوگوں سے بھی حساب لیا جائے گا۔ پرویز مشرف کے دور میں جو کچھ ہوا، رات دو بجے وہ American President کو allow کرتا ہے اور لیٹ جاتا ہے کہ جو مرضی ہے کرو، اس نے شمسی بیس اور دوسرے bases بھی دیئے، NATO Forces کی supply اس وقت سے بحال ہوئی، drone attacks پرویز مشرف نے بحال کیے۔ جو لوگ مشرف کے ساتھی تھے وہ بھی حساب دیں گے، definitely قوم ان سے حساب لے گی، صرف ہم سے نہیں پوچھے گی۔ انہوں نے تو 17ویں amendment کو ووٹ دیے ہیں، ہم نے اللہ کے فضل سے نہیں دیئے، اس وقت ہم یہاں ہاؤس میں تھے، ہم نے بھرپور مخالفت کی۔ اس وقت جو مشرف صاحب لیٹ گئے تھے تو ہم نے اس چیز کی بھی مخالفت کی تھی۔ جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو حساب دینا پڑے گا۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھی ضرور ہیں لیکن یہ ہم سے consult نہیں کرتے، اگر ان کو سمجھ نہیں آتی تو اپنی ٹوپی رکھ کر اس سے صلح کر لو اور صلح کرنا زیادہ اچھی چیز ہوتی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مشہدی صاحب۔ .Please be précised and exact

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج ہم oil and gas جو کہ عوام کی دکھی

رگ ہے، اس پر discussion کر رہے ہیں Over reliance on a natural resources led to the natural gas

being used for industrialization, commercialization and domestic use 10% to 20% ہر سال بڑھتا

گیا اور کسی planner نے اس طرف نہیں دیکھا۔ اس وجہ سے یہ گیس کا بحران پیدا ہوا جسے کہ آج ہم face کر رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داری

ہمیشہ successive governments کو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا اس گورنمنٹ کو جائے گی، چاہے وہ military

governments ہوں، چاہے وہ civilian governments ہوں، in the past جنہوں نے اس چیز پر توجہ ہی نہیں دی کے آنے

والے وقت میں کیا گزرنے والا ہے۔ Resources deplete ہوتے رہے اور اس کے بعد آپ دیکھیں کہ آج ملک کی کیا حالت ہے۔ یہ ہر

انسان سمجھتا ہے کہ جو ظلم ہے وہ understood ہے۔

What is the problem, the problem in this country, whether it is oil and gas, whether it is anything else, is weak governance, political interference, poor staff, disregard for prevalent business practices, nepotism, favouritism, poor supervision and monitoring, inefficient utility operations, power theft, reduce billing and collection leading to over billing and trying to make up the lost money, non payment of arrears is causing the circular debt.

اب اس کو cover کرنے کے لیے instead of setting their house in order, اپنی اپنی organizations کو

اچھی management سے صحیح کریں، سارا کا سارا burden پاکستان کی عوام پر ڈال دیا گیا ہے۔ Petrol prices پر taxation

ہے، دنیا میں کسی جگہ پر بھی اگر اس قسم کی taxation ہو تو سپریم کورٹ اور ان کی پارلیمنٹ بھی رد کر دے گی، double taxation is

morally wrong. انہوں نے یہ کیا ہے کہ ایک لیٹر پیٹرول پر petroleum levy 10 rupees per liter لگائی ہوئی ہے، اس پر

GST 13.9 paisa لگا دیا ہے، اس کے بعد taxation and duties وغیرہ 23 rupees 9 paisas لگا دی ہیں۔ 46rupees

18 paisa per liter گورنمنٹ عوام سے taxation لے رہی ہے۔ اگر آپ عوام کی گورنمنٹ ہیں اور عوام کے لیے آئے ہیں تو آپ

کو عوام کو relief دینا ہو گا۔ اس میں سے اگر آپ 10 rupees levy نکال دیں تو this would be an immediate relief

to the long suffering people of Pakistan. مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس طرف توجہ کیوں نہیں دی جا رہی۔ ہماری گیس

اور پیٹرول کے ساتھ تو جو ہو رہا ہے وہ تو ہو رہا ہے، اس پر CNG نے ہماری گیس پر مزید pressure ڈال دیا ہے۔ CNG کا ایک اور بڑا problem ہے کہ جو تو چھوٹی گاڑیاں ہیں ان کے تو cylinders ٹھیک ہیں، ان میں جوڑ نہیں ہوتے لیکن بڑی گاڑیوں میں دو چار پانچ جوڑ ہوتے ہیں، اس لیے وہ blow up کر جاتے ہیں جو کہ dangerous ہے، ہماری عوام کو کھلا قتل کیا جا رہا ہے۔ اس پر گورنمنٹ توجہ نہیں دے رہی۔ میں اپنی پارٹی اور اپنی طرف سے گورنمنٹ کو یہ اپیل کروں گا کہ خدا کے لیے پاکستان کی عوام پر رحم کرو، غریبوں کی حالت دیکھو، وہ آج اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ سب کچھ برداشت کر سکیں۔ آپ کے پیٹرول کی قیمیں بڑھانے سے بازار میں ہر شے کی قیمت 20%, 30% اوپر چلی گئی ہے۔ عوام دکھی ہے، اب مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکتی، عوام کو relief چاہیے۔ ہم سب coalition partners حکومت سے یہی request کریں گے اور pressure بھی ڈالیں گے کہ مہربانی کر کے پیٹرول کی قیمتیں down کریں کیونکہ پیٹرول کے ساتھ almost اور بھی بہت سی life affect ہوتی ہے اور کم سے کم domestic appliances کو گیس دو تا کہ بچوں کو صبح ناشتہ مل سکے اور رات کو کھانا پکایا جا سکے۔ شکریہ۔

(آگے T13)

T13-07FEB2012......FANI\ED(Altaf Sheikh)........................6.40PM.................UR12

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ ایک اہم مسئلے پر تحریک التواء ہے حقیقت میں ہمارے محترم سینیٹرز نے بہت اچھے انداز میں اس کے مختلف پہلوؤں کو touch کیا۔ جناب والا، حقیقت میں ہمارے ملک کے بجٹ کا جو سسٹم ہے۔ ہماری سوسائٹی کی ترقی کا جو پلان ہے اس پر آمدنی اور خرچہ اس کے بارے میں basically جو trend ہے اس کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں تقریباً پچھلے بارہ سال سے اس ایوان کا رکن ہوں اور بجٹ کے حوالے سے میں کہوں کہ اکثر ہم اس کو study بھی کرتے رہے، اس پر opinion بھی بناتے رہے۔ جو کچھ ہم نے اپنے بجٹ میں دیکھا ہے اس میں تو ہم واضح طور پر ایک vicious circle میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بس ٹیکسوں سے بجٹ ہے قرضے پر، آمدنی ہے، اور پھر بجٹ deficit اور جو deficit ہے اس کو کہاں سے پورا کیا جائے۔ لوگوں پر ٹیکس لگاؤ، سیلز ٹیکس، indirect tax ان کو معلوم نہ ہو لیکن آپ جہاں بھی جائیں، جدھر بھی جائیں ہر شخص سیلز ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ جناب والا، ایک سیکٹر ایسا ہے کہ development کے لیے تو کچھ رہ ہی نہیں گیا۔ اب ایسی stages آ گئی ہیں کہ اگر خدانخواستہ، سیلاب، زلزلہ یا طوفان وغیرہ آ گئے ان کی development کے لیے جو

تھوڑی بہت رقم رکھا کرتے تھے وہ بھی ختم۔ پورے سال میں کسی قسم کی ترقی چاہے وہ صنعت کی ہو، زراعت کی ہو اس کے لیے کوئی کام نہیں ہو رہا لیکن وہ پہلے والی پوزیشن پھر بھی ہوتی ہے کہ ہم قرض دار ہیں، ہم نے قرضہ ادا کرنا ہے اور اس لیے عوام پر ٹیکس لگانا ہے حکومت کی یہ ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے۔ جناب والا، اصل بات یہ ہے کہ اس کے لیے ہمارے حکمرانوں نے کیا کیا، انہوں نے اس جگہ پر ہمیں پہنچایا اور آج ہم اسی جگہ پر کھڑے ہیں بلکہ اس سے زیادہ قرض دار ہوگئے اور اب یہاں جو قرضے کا ذکر ہوتا ہے کہ وہ آٹھ ہزار ارب روپے تک کا ہے۔اس سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ ملک کہاں جا رہا ہے جس کا شمار کوئی نہیں کرسکتا۔ ہم اس حالت میں پھنسے ہیں۔ اس کے لیے کوئی پلان نہیں۔آج انہوں نے نیا طریقہ نکالا، وہ بھی کبھی کبھی ہوا کرتا تھا جس کا نام ہے mini budget بڑا واویلا ہوتا تھا کہ فلاں حکومت نے mini budget impose کیا ہے، بری بات ہے۔ اب آپ سمجھیں mini budget ہر پندرہ دن کے وقفے سے دے رہے ہیں۔ یہ صورت حال ہے۔ جناب والا، آج جس حالت میں ہم ہیں تو میں اپنے دوستوں کی تائید کروں گا کہ اپنا پلان بنائیں، اس کے لیے strategic plan بنانا چاہیے۔ ہمارے جو resources ہیں جیسے بجلی، گیس ان کے لیے کام کیا جائے۔ جناب والا، 1958 سے پن بجلی پر کام نہیں ہوا۔ یہ کوئی بھی کام پلان کے تحت نہیں کرتے تو energy کہاں سے آئے گی۔ اسی طرح دیگر جو امور ہیں ان کے بارے میں بھی کوئی طریقہ وضع کیا جائے اور یہ جو mini budget اور روز روز کے ٹیکس ہیں ان سے اجتناب کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ احمد علی صاحب! آپ کی پارٹی کا موقف آگیا ہے۔آپ کچھ کہنا چاہئیں گے۔

سینیٹر احمد علی: میں بہت کچھ کہنا چاہوں گا مگر آپ یہ پانچ منٹ کی قدغن لگائیں گے تو یہ subject پانچ منٹ والا تو ہے نہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں اور بھی دوست بات کرنا چاہتے ہیں وقت کا خیال ہونا چاہیے۔آپ پانچ منٹ لے لیجیئے۔ فرح عاقل صاحبہ آپ نے mike بند کردیا تھا۔ اس لیے آپ کا نام یہاں سے مٹ گیا۔ میں سمجھا آپ بات نہیں کرنا چاہتیں۔ جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب والا، یہ subject بڑا عجیب قسم کا ہے۔ اس میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ ایک بیرل میں کتنے لیٹر crude oil ہوتا ہے۔ان کے لیے مشکل ہے جو میں آسان کردیتا ہوں۔ ایک بیرل کے اندر 159 liters ہوتا ہے اور depend کرتا ہے اگر density زیادہ ہے تو وہ 57 بھی ہوسکتا ہے۔جیسا کہ ایرانی ہے اس کی density زیادہ

ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں جب public under pressure ہے اور اس کو آپ کو آسان طریقہ جو ہوتا ہے وہ کریں۔ وزیر صاحب کو پتا ہونا چاہیے کہ ہم بہت کچھ deferred payment پر بھی حاصل کرتے ہیں وہاں سے deferred payment ہو رہی ہے اور ہم public سے cash لے رہے ہیں۔ادھر ہم فوراً عوام کی جیبوں سے نکال رہے ہیں اور وہاں ہم لوگ دیں گے شاید کل دیں گے، پرسوں دیں گے۔ان سب چیزوں کو اگر آپ calculate کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ حکومت جو اڑتالیس روپے، پچاس روپے ٹیکس کی مد میں وصول کر رہی ہے کیا یہ جائز ہے۔ یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی طریقہ ہے جس کو وہ کمپنیاں جو پٹرول دیتی ہیں، جس کو ہم tin duty کے نام سے یاد کرتے ہیں تو وہ ایک الگ جگہ ہے، اس کے اندر سے بھی وہ direct لے جاتے ہیں جس کا شاید لوگوں کو پتا بھی نہیں ہے کہ tin duty بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ ہماری سینیٹر صاحبہ نے اس پر بہت بڑا کیس لڑا تھا اور اس کو دس سے آٹھ تک لے آئی تھی مگر اس کے بعد silent ہو گئی چونکہ اربوں روپے ریفائنریز نے اس مد میں بنائے ہیں ان کو کہا گیا تھا کہ یہ پیسے بنانے کے بعد آپ ان کو modernize کریں تاکہ بہتر کوالٹی ہو لیکن وہ بھی اپنی جگہ پر ہیں۔اب بھی آسان طریقہ ہے کیا آپ یہ چاہتے ہو کہ آپ کی قوم بالکل تباہ و برباد ہو جائے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ

جیت تو آتی ہے لگاتے ہوئے آگ کو وہ طور پر

پر خیال آتا ہے کہ موسٰی بے وطن ہو جائے گا

ان لوگوں کو یہ تو خیال کرنا چاہیے کہ آگ لگانے سے پہلے یہ بھی تو دیکھو کہ یہ لوگ بے وطن ہو جائیں گے، ان کا کیا ہونے جا رہا ہے۔جناب والا، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے تو یہ کیا چاہتے ہیں۔ گیس ایران سے لاتے ہیں تو بالکل لائیں مگر آپ کے اپنے جو reserves ہیں ان کی طرف آپ نے پچھلے تین سال attention کیوں نہیں دیا۔اگر آپ ان پر توجہ دیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ اب تو آپ کہتے ہیں کہ سرحد میں گیس نکل آئی ہے اور اب تو آپ کو بلوچستان میں بھی نظر آ رہی ہے۔آپ کو پتا ہے، آپ کے پاس data موجود ہے مگر اس طرف آپ کا دھیان ہی نہیں جاتا کیونکہ پیسے نہیں ہیں زندگی کے اندر priority مقرر کرنی پڑتی ہے کہ کھانا پہلے کھایا جائے گا یا دودھ پہلے پیا جائے گا اس کے مطابق چیزیں adjust کرنی پڑتی ہیں۔ یہ طریقے ان کو adopt کرنے چاہییں اس کے بعد اس عوام پر تھوڑا رحم کر دیں، ان کو ایل پی جی پر کتنا معاملہ ہوا اور ہم نے کتنی request کی اور bill pass کیا کہ چلو پینتیس ارب روپے لے لو۔ اب یہ تو پینتیس ارب سے بھی بڑھنے کے

لیے تیار ہو رہے ہیں۔ پیسے کہاں جا رہے ہیں، کیا ہو رہا ہے۔ مجھے تو ابھی تک کوئی development نظر نہیں آ رہی۔ statements آتی ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کر دیا لیکن ہوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے تین منٹ سے کافی بات کر لی ہے۔ .Thank you very much

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے مجھے کافی دیر کے بعد موقع دیا۔ میں تو حیران ہوں کہ xxxxxxxxxxx ہم لوگ ابھی نئے نئے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ سے عرض کیا کہ I am not discriminating یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔ ان کے یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔ .please carry on with your speech

سینیٹر فرح عاقل: اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا ملک اس وقت energy کے بہت بڑے crisis سے گزر رہا ہے جس میں گیس کا مسئلہ بھی ہے۔ بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں، میں کوشش کروں گی کہ وہ باتیں دوبارہ repeat نہ ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی جو آئل کی قیمتوں کا کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اس لیے فرق پڑتا ہے کہ جب International price high ہو جاتی ہیں تو یہاں پر اس کا اثر یہ آتا ہے کہ ہماری قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ روزمرہ کے استعمال کی جو اشیاء ہیں ان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ مجھے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ باہر کے ملکوں میں تو ایسا نہیں ہوتا۔ میں نے تو کہیں بھی ایسا نہیں دیکھا۔ کافی ملکوں کی مثالیں ہمارے پاس ہیں کہ روزمرہ استعمال کی اشیاء جیسے دودھ، چینی، پتی، کھانے پینے کی چیزیں اور چیزوں کی بات میں نہیں کر رہی کہ ان کی قیمتیں تو سالہ سال سے وہی رہتی ہیں چاہے وہاں پر oil price کی fluctuation تھوڑی بہت اوپر نیچے ہوتی ہے مگر جتنا اثر یہاں کے لوگوں پر پڑ رہا ہے اتنا تو کہیں بھی نہیں پڑتا۔ میں کہتی ہوں کہ اس کو کنٹرول کریں کہ عام لوگوں کو کچھ تو ریلیف دیں۔ آپ کوئی ایسی پالیسیاں بھی نہیں بنا رہے صرف یہ کہتے جانا کہ یہ مسئلہ grave ہوتا جا رہا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو پانی کی کمی ہے، اس چیز کی کمی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ سی این جی ہے میں اس پر بات کرنا چاہوں گی کہ اتنے بے شمار مشروم کی طرح سی این جی سٹیشن ابھرے ہیں۔

آگے جاری--------------------T14

[xxxx These words expunged by the orders of the Chairman]

سینیٹر فرح عاقل: (جاری ---T13) میں سی این جی پر بات کرنا چاہوں گی کہ CNG stations مشروم کی طرح ابھرے ہیں۔ اگر ہم انہیں پوری گیس provide نہیں کرسکتے تھے تو ہم لوگ ایسی پالیسیاں کیوں بناتے ہیں۔ لوگوں نے یہ سوچ کر کہ انہیں relief ملے گا اپنی گاڑیوں کو پچیس پچیس، تیس تیس ہزار روپے لگا کر سی این جی پر convert کیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سی این جی کی قیمت پیٹرول سے کم ہے لیکن آج سی این جی کی قیمت almost 70% سے بھی اوپر چلی گئی ہے اور اب پیٹرول اور سی این جی میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ملک میں garbage اتنا زیادہ ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں ہے، آپ لوگ اسے energy purposes کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ اس کے علاوہ solar energy پر کام کر سکتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ کوئی ایسی subsidy دے کہ لوگوں کو relief ملے اور ان کے مسائل حل ہوں۔ ہمارا ملک resources سے مالا مال ہے، ہمارے پاس گیس ہے، کوئلہ ہے، ہمارے پاس وافر مقدار میں پانی موجود ہے، ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر شاید جان بوجھ کر کوئی negligence ہو رہی ہے یا آپ کے سامنے ایسا کوئی clear vision نہیں ہے کہ آپ لوگ کچھ دے سکیں۔ جناب والا! صرف بات کرلینے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ اس وقت ہمیں قیمتوں کو control کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ عام آدمی یہ نہیں سمجھتا کہ international prices high ہو گئی ہیں، وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ لوگوں کو کیا relief دے رہی ہے؟ آپ کے جنگلات کاٹے جا رہے ہیں، آپ کو گیس نہیں مل رہی۔ وزیر صاحب نے یہاں آ کر کہا کہ ہم لوگ سوچ رہے ہیں کہ کچھ دنوں کے لیے گیس consumers کو دیں اور کچھ دنوں کے لیے فیکٹریوں کو دیں۔ یہ تو کوئی حل نہ ہوا اور اس سے کیا فرق پڑے گا؟ ہم آئے دن دیکھ رہے ہیں کہ ہماری فیکٹریوں میں بھی گیس کی وجہ سے کام بند پڑا ہے اور جو لوگ فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں وہ بھی affect ہو رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! میں صرف دو منٹ لوں گا۔ میری عرض یہ ہے کہ جہاں تک پیٹرول اور گیس کا تعلق ہے تو یہ ایک national issue ہے، جس کا direct تعلق عوام سے ہے۔ جناب والا! میں نے یہاں ایک چیز دیکھی کہ مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ہمارے دوستوں نے حکومت کو criticize تو کیا لیکن کسی نے کوئی suggestion نہیں دی، یہ نہیں کہا کہ اس بحران کا کیا حل ہے؟ بحران کو حل کرنے کی بات کسی نے نہیں کی۔ کوئی حکومت یہ نہیں کہتی کہ کسی بھی وجہ سے ملک میں بحران ہو یا

عوام کو کوئی تکلیف ہو اور specially پاکستان پیپلز پارٹی جس کا تعلق پاکستان کے غریب عوام سے ہے۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیٹرول کی قیمت بڑھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ internationally قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور دوسری چیز there is no gas in the country. subsidy کا خاتمہ ہے۔ اگر حکومت subsidy دیتی ہے تو اسے ایک مد سے نکال کر دوسری مد میں ڈال دیتی ہے۔ اگر یہ subsidy چلتی رہے تو development کے کام رہ جائیں گے، پھر ہمارے یہی دوست چیخیں گے کہ کوئی development نہیں ہو رہی، MNAs and Senators کے funds روک دیے گئے ہیں۔ میرا تعلق چونکہ ایک لحاظ سے اس وزارت سے ہے کہ میں Senate Standing Committee on Petroleum کا چیئرمین ہوں۔ ہم نے مختلف officers سے بات کی ہے۔ وزارت پیٹرولیم انتہائی ایمانداری، دیانتداری اور efficiency کے ساتھ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کام کر رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ بجائے ان کو criticize کریں، we should support their efforts. ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھیں اور ان grievances کو دیکھیں، ان problems اور ان معاملات کو دیکھیں اور ان کے حل کے لیے ان کی مدد کریں۔ وزارت کے دروازے ان کے لیے ہمیشہ کھلے ہوئے ہیں۔

جناب والا! ایک چیز ملک میں ہے ہی نہیں ہے، there is no gas in the country. CNG گھریلو استعمال کے لیے ہوتی ہے، فیکٹریوں کے لیے اور گاڑیوں میں استعمال کے لیے ہوتی ہے اور ان تینوں کو بیک وقت گیس دینا it's impossible. اب یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ priority fix کرتی ہے کہ کس کو کہاں priority دینی چاہیے۔ میں آپ سے صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم criticize کریں، ایک مریض ہے اور آپ اس کے پاس جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہے، وہ کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور آپ پھر اسے کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے علاج کے لیے کچھ suggest کریں کہ آپ اس چیز سے پرہیز کریں، اُس چیز سے پرہیز کریں، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ instead of criticizing for nothing better go to the Ministry and give your suggestions. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. I think the speakers are over. Minister *Sahib*, please give a reply.

سید نوید قمر (وزیر برائے پانی و بجلی): شکریہ جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ایک انتہائی اہم موضوع پر بحث ہوئی۔ ایک چیز میں ضرور کہوں گا کہ شاید میرے یہاں بیٹھنے سے یہ بحث صرف Oil and Gas پر restrict نہیں ہوئی بلکہ بجلی پر بھی بات ہوئی۔

جناب چیئرمین: آپ کو دیکھ کر انہیں بجلی یاد آجاتی ہے۔

سید نوید قمر: میں اپنے آپ کو اس adjournment motion پر restrict کروں گا، اگر ہمارے معزز ممبران بجلی پر بھی بحث کرنا چاہیں تو I am ready and willing to come here and give an answer. جناب والا! اگر ہم یہاں تھوڑی سی educated بحث کرلیں تو شاید وہ عوام کے لیے بھی بہتر ہو گی اور ہم سب کو اس سے کچھ فائدہ ہی ہو گا and for that reason I will just separate out the increase in the prices of petroleum products and gas issue, because I have completely different way of looking at them. جناب والا! جہاں تک petroleum products کی بات ہے تو ہم اس پر کتنی مرتبہ بھی بحث کرلیں تو fact of the matter remains کہ ہم 85% of petroleum products import کرتے ہیں اور 15% locally produce کر کے refine کرتے ہیں۔ Inevitably ہماری جو بھی pricing ہے، وہ بھی کیونکہ exploration کے وقت جیسے بلور صاحب نے بھی suggest کیا تھا، exactly وہی کیا جاتا ہے کہ جو international prices for exploration کے لیے concession offer کرنی ہوتی ہیں، ہم نے وہی offer کرنی ہوتی ہیں، overall both the prices to that extent are in some ways indexed or linked to each other. دنیا میں جب بھی قیمتیں بڑھیں گی اور جو بھی product ہو گی، اگر آپ باہر سے گاڑی یا صابن منگواتے ہیں تو آپ جس قیمت پر وہ منگوائیں گے اسی قیمت پر آپ کو وہ بیچنی پڑے گی۔ اگر ہم حکومت کو بیچ میں سے نکال دیں تب بھی جو بھی منگواتا ہے، وہ اسی قیمت پر بیچے گا، so, there is no question of it that we can in any ways change that equation because changing that equation means that we start subsidizing or we start reducing some of the taxes that are there لیکن اس کا جو effect آپ کی جیب پر آئے گا، میں اس پر بھی تھوڑا سا dilate کرلیتا ہوں۔ جناب والا! اگر ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں کہ جب 65 dollars per barrel لیتے تھے جو کہ ایک زمانے میں ہم پہنچ گئے تھے اور پھر یہ ساری increases اس

کے بعد ہوئی ہیں۔ آج وہی چیز 110 dollars per barrel کے ارد گرد fluctuate کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے پیٹرول کی قیمت 45% increase ہوئی ہے plus ہم جس period کی بات کر رہے ہیں جو rupee dollar parity تھی وہ پینسٹھ روپے پر تھی اور آج نوے پر ہے۔ اگر ان دونوں کو ملائیں تو that is probably the only thing that you see is reflected in the prices in Pakistan. اس میں کوئی نئی scheme or thing نہیں لائی گئی، کوئی نئی چیز adopt نہیں کی گئی۔ جن قیمتوں پر یہ petroleum products import ہوتی ہیں with the appropriate taxation وہ اسی قیمت میں OGRA پچھلے تیس مہینوں کا average نکال کر اگلے مہینے کے لیے announce کرتی ہے۔ اس میں کوئی عجوبے کی بات نہیں کہ ہم اس کو اور طریقے سے دیکھیں، یہ ضرور ہے کہ taxation ہے لیکن وہ نہیں ہے جس کی بات کی گئی۔ اس وقت ڈیزل پر تقریباً بیس روپے کے قریب taxation ہے، پیٹرول پر تئیس روپے کی taxation ہے۔ This is the additional amount that the government takes out of this product, but if we remove this taxation, that is taken out of the petroleum products تو پھر ہمارا deficit 200 billion کے قریب بڑھ جائے گا اور آپ کو پتا ہے کہ یہ taxation ہٹا دی جائے تو اسے کہیں اور reflect کیا جائے گا یا پھر deficit financing کا مطلب ہے کہ ہم نوٹ چھاپ کر اس کو پورا کریں گے۔

(جاری-----T15)

T15–07Feb2012 Ashraf/Ed. Mubashir Er.3 0700

سید نوید قمر: جاری---

آپ کو پتا ہے اگر taxation ہٹا دیا جائے تو اس کو کہیں اور reflect کیا جائے گا جبکہ financing کا مطلب ہے کہ ہم نوٹ چھاپ کر اس کو پورا کریں گے جو hyper inflation create کرے گا۔ At the end of the day, it is a zero sum game. آپ یہاں سے نکالتے ہیں تو آپ کو وہاں دینا پڑتا ہے، آپ وہاں سے نکالتے ہیں تو آپ کو یہاں دینا پڑتا ہے۔ Unfortunately ایک چیز کی قیمت وہی رہے گی ورنہ اس کو کم یا زیادہ کرنے کی وجہ سے ہمیں کہیں اور سے compensate کرنا پڑے گا and that is all that we are doing. It is no government involvement per se. OGRA

تو دنیا میں اوپیک اور دیگر دنیا اپنی supply situation کو independently calculate price and announce. Prices دیکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

جہاں تک گیس کی بات ہے، اس میں over the period of time غلطیاں ہوئی ہیں اور ان غلطیوں کا آج ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ حاجی عدیل صاحب نے بالکل درست کہا کہ ہم نے اپنے قیمتی resource کو misuse کیا ہے۔ جس دن سے بلوچستان میں گیس کا پہلا well دریافت ہوا تھا اس دن سے آج تک ہم in that sense misuse کر رہے ہیں کہ ہمیں اس کا استعمال جہاں objectively کرنا چاہیے تھا وہ ہم نے نہیں کیا۔ دنیا میں جہاں بھی گیس use ہوتی ہے وہاں پہلے اسے industry and power میں use کیا جاتا ہے تاکہ اس کا optimal استعمال ہو سکے اور اسطرح تمام population اس سے benefit لیتی ہے۔ گھروں میں یا transport میں گیس کا استعمال بہت minimal level پر کیا جاتا ہے۔ اس کو ہم نے جس طرح proliferate کیا ہے مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ even آج ہم جس جگہ پر کھڑے ہیں آئندہ سالوں میں ہمارے لیے یہ بہت ہی خطرناک situation پیدا ہو رہی ہے۔ میں اگر صرف ایک نمبر آپ کو بتاؤں کہ اس وقت existing pending applications دونوں سوئی کمپنیوں کے پاس دولاکھ مزید connections کے لیے ہیں applications پر دو لاکھ on the existing system not on a new system. Existing system پڑی ہوئی ہیں اور اگلے پانچ سال میں یہ بیس لاکھ کے قریب ہو جائیں گی further which means that any amount of new gas fields that we discover and include it in our system will not be enough to cover only for our domestic connections. باقی چیزوں کو چھوڑ دیں، industry and other sectors کو چھوڑ دیں۔ اس لحاظ سے تو ہمیں rethink ضرور کرنا ہے۔ میرا خیال ہے اس بات پر criticism تو ضرور ہوا کہ ہم نے gas price پر surcharge کیوں لگایا ہے لیکن جب تک ہم rebalance نہ کریں گے کہ گیس کی price اگر اتنی سستی ہو گی اور باقی fuels کی price اتنی مہنگی ہو گی تو ہر ایک دوسرے fuels سے گیس پر shift کرتا ہے۔ RFO میں industry چل سکتی ہے لیکن جب تک وہ گیس استعمال نہ کریں وہ ان کو وارا نہیں کھاتا اور جس دن گیس بند ہوتی ہے اس دن فیکٹری بند ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا میں کہاں ہوتا ہے؟ آپ کے پاس جو دیگر fuels ہیں ان کو بھی استعمال کیا جائے یہ اس لیے ہے چونکہ ہماری gas pricing اتنی نیچے ہے۔ اس وقت ہم CNG کی بات کرتے ہیں۔ CNG کی وجہ سے کافی شور مچتا ہے لیکن اس وقت بھی CNG price is 55% of the petrol price. بھئی اس سے اور کیا سستا

آپ کو ملے گا۔ These should be moving up slowly to come within a certain acceptable range whatever that might be but اتنی سستی گیس اگر ہم استعمال کریں گے تو ہر ڈیزل والا اور ہر پٹرول والا CNG ہی استعمال کرنا چاہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے ملک سے گیس ختم ہو گی۔ ٹھیک ہے ہمیں گیس لانی ہے، چاہے ہم (I.P.) ایران، پاکستان پائپ لائن سے لائیں، TAPI سے لائیں یا LNG through لائیں۔ کوئی بھی آپ کو گیس subsidize rate پر تو نہیں دے گا۔ وہ گیس جب آئے گی اور ہماری موجودہ گیس میں mix ہو گی تو gas prices will shoot up. None of those is cheap gas that's way we have used our gas. So, its time that we started thinking in terms of optimal use of a resource. ہم اگر optimal use پر نہیں جائیں گے اور misuse کریں گے اور deplete کر جائیں گے اس resource کو تو پھر تو ہمیں جتنی گیس باہر سے لانی پڑے گی وہ تو لوگوں کے لیے بھی affordable نہیں ہو گی، بجلی پیدا کرنے کے لیے بھی affordable نہیں ہو گی اور industry چلانے کے لیے بھی affordable نہیں ہو گی۔ So, we have to have a balance in these whole things. ہم parliamentarians ہیں۔ ہمارا mind یہ کہتا ہے کہ ہمیں گیس کا صحیح استعمال کرنا چاہیے اور misuse نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا ہمارا mind کہتا ہے کہ ہمارے گاؤں، باقی جہاں گیس نہیں پہنچی، ابھی ہمارے connections رہتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنا network مزید expand کرنا چاہیے۔ We have to start from home which what is that we want. Do we want that this gas should left alone so that it can be used in industry or should this gas be utilized for more towns and villages or for CNG stations? I think there should be a clarity in the minds not just of the policy makers sitting in the planning commission and petroleum ministry but also in the minds of the parliamentarians that this is the direction that we wish to take or this is the direction we want the country to go in and not to take it away in an area where it's a complete, I want to say, waste, but at least for less optimal usage of the same resource. تو ہم یہاں سے بھی شروع کریں اور ہم وہاں پر بھی شروع کریں کہ اب ہم یہ afford نہیں کر سکتے۔ اب ہم یہ afford نہیں کر سکتے کہ ہم گاڑیاں گیس پر چلائیں only to the extent, for example, I have been in this ministry also. I have always taken

the position کہ existing usages جو create ہو گئے ہیں ان کو آپ reverse نہیں کر سکتے لیکن خدارا نئی usages تو نہ لگائیں اور اس کو further expand نہ کریں اور ان کی parities کو صحیح کریں، pricing کو ٹھیک کریں۔ اس لحاظ سے price بڑھنا ضروری نہیں ہے کہ غلط چیز ہو بلکہ supply and demand balance کرنے کے لیے بھی price بڑھانا بہت ضروری چیز ہوتی ہے and I think we need to move on in that direction کہ آج ہم اگر ایک situation face کر رہے ہیں جس میں اتنی بڑی shortage ہے اور growing shortage ہے تو ہماری کل کی generation کم از کم ایک stable situation face کرے as far as energy supplies are concerned. I will say this much and perhaps I will get an opportunity to talk about electricity.

Mr. Chairman: Thank you Minister *Sahib*.

اب کل شام کے لیے adjourn کر لیتے ہیں۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 8th February 2012 at 04:00 p.m.

بہت بہت شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday the 8th February, 2012 at 04:00 p.m.]